Al-Falah Islamic Foundation
Estd : 2008

التحقیق النجیح فی صلاۃ التسبیح

صلاۃ التسبیح کی تحقیق

اس کے ذریعے گناہوں کی معافی کا حکم
نیز اس نماز کے احکام ومسائل

تصنیف

مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

تصدیق

حضرت مولانا مفتی محمود عالم مظاہری مدظلہ
(مفتی مظاہر علوم وقف، سہارنپور)

ناشر

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

التحقیق النجیح فی صلاۃ التسبیح

صلاۃ التسبیح کی تحقیق

اس کے ذریعے گناہوں کی معافی کا حکم

نیز اس نماز کے احکام و مسائل

تصنیف

مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

ناشر

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

فہرستِ مضامین

☆	تصدیق	۵
☆	پس منظر	۶
☆	صلاۃ التسبیح کی تحقیق	۹
۱	صلاۃ التسبیح کیا ہے؟	۱۱
۲	صلاۃ التسبیح ’اہل حدیث‘ کے نزدیک	۱۲
۳	صلاۃ التسبیح کی فضیلت	۱۴
۴	حدیث کی تخریج	۱۵
۵	لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا اضافہ	۱۶
۶	دعائے ماثورہ کے موقع پر پڑھنے کی ایک دعا	۱۸
۷	صلاۃ التسبیح کا ایک اور طریقہ	۱۹
۸	اکثر ائمہ کا معمول	۲۰
۹	صلاۃ التسبیح کا حکم	۲۰
۱۰	استحباب کا قول	۲۰
۱۱	جواز کا قول	۲۱
۱۲	غیر مشروعیت کا قول	۲۲

۱۳	متقدمین ومتأخرین کا اختلاف	۲۵
۱۴	اہلِ علم حضرات کی خدمت میں مزید چند باتیں	۲۸
۱۵	اس حدیث کے انکار کی وجہ	۳۱
۱۶	صلاۃ التسبیح کی فضیلت عام ہے	۳۲
☆	گنہگاروں کو پکارتی خدا کی رحمت!	۳۲
۱۷	مغفرت کا وعدہ	۳۵
۱۸	گناہوں کی قسمیں	۳۶
۱۹	اعمالِ صالحہ صغیرہ گناہوں کا کفارہ	۳۶
۲۰	اعمالِ صالحہ صغیرہ گناہوں کا کفارہ کب ہوتے ہیں	۳۷
۲۱	صغائر کا کفارہ ہونے کا مطلب	۳۸
۲۲	کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے	۳۸
۲۳	تمام گناہوں سے توبہ کرنا فرضِ عین ہے	۳۹
۲۴	توبہ سے ذنوب معاف ہوتے ہیں، حقوق نہیں	۴۰
۲۵	کبیرہ گناہ سے کیا مراد ہے	۴۱
۲۶	گناہِ صغیرہ کب کبیرہ بن جاتے ہیں	۴۳
۲۷	حقوق کی معافی مشیت الٰہی پر موقوف ہے	۴۴
۲۸	توبہ کے فضائل وبشارتیں	۴۷
۲۹	صلاۃ التسبیح سے کبیرہ گناہوں کی معافی	۵۰
☆	صلاۃ التسبیح سے متعلق ضروری احکام ومسائل	۵۳

۳۰	صلاۃ التسبیح کا مستحب وقت	۵۳
۳۱	صلاۃ التسبیح کا طریقہ	۵۳
۳۲	تیسری اور چوتھی رکعت کی تکبیر	۵۴
۳۳	صلاۃ التسبیح کا دوسرا طریقہ	۵۴
۳۴	مستحب قراءت	۵۵
۳۵	رکوع اور سجدے میں پہلے کون سی تسبیح پڑھے	۵۵
۳۶	قومہ میں ہاتھ باندھنا	۵۶
۳۷	تسبیح کی گنتی	۵۷
۳۸	تسبیح میں کمی بیشی کا حکم	۵۷
۳۹	کسی رُکن کی تسبیح بھول جانا	۵۷
۴۰	سجدۂ سہو میں تسبیح	۵۸
۴۱	دعائے ماثورہ کے موقع پر پڑھی جانے والی ایک دعا	۵۹
۴۲	صلاۃ التسبیح کی جماعت	۵۹
۴۳	مصادر و مراجع	۶۰

پس منظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد:

آج کے دور میں، جب کہ پہلے سے زیادہ اس بات کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ چھوٹوں کا اپنے بڑوں سے رشتہ مضبوط ہو، وہیں ایک طبقہ مسلسل ایک مشن کے طور پر اس کام پر لگا ہوا ہے کہ اخلاف کو اسلاف سے، اصاغر کو اکابر سے برگشتہ کر دے۔ جن اکابرین پر اس طبقہ کی خصوصی عنایتیں ہیں، ان میں ایک نام ماضی قریب کے علم و عمل کے پیکر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔ موصوف کی مایہ ناز تصنیف 'تبلیغی نصاب' المشہور بہ 'فضائل اعمال' سے تو گویا اس طبقہ کو الرجی ہے۔ اس میں درج احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (محدثین کے اس اصول کے باوجود کہ فضائل میں ضعیف روایات بھی قابلِ قبول ہوتی ہیں) انھیں ذرا قبول نہیں (اور ایسا بھی نہیں کہ اس میں درج تمام روایات ضعیف ہی ہوں)۔ جب کہ یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کتاب کے ذریعے اپنے بے شمار بندوں کو ہدایت سے نوازا ہے۔ ایک سروے کے مطابق؛ قرآن کریم کے بعد، دنیا بھر میں سب سے زیادہ چھپنے والی کتاب کا اعزاز بھی اسے حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر آپ غور کریں تو دنیا بھر میں تبلیغی جماعت کے ذریعے، دن رات کے ۲۴ گھنٹوں میں، ہر وقت، زمین کے کسی نہ کسی خطے میں اس کتاب کو پڑھا اور سنا جاتا ہے۔ یہ اس کتاب کی عند اللہ انتہائی مقبولیت کی علامت ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ایک المیہ ہے کہ زمانۂ تصنیف سے لے کر آج تک اس کتاب پر مختلف النوع اعتراضات کیے جاتے رہے ہیں۔ جس کا مختلف اہل علم نے مختلف انداز سے کافی وشافی جواب بھی عنایت فرمایا ہے۔

....

تصدیق

حضرت مولانا مفتی محمود عالم صاحب مظاہری مدظلہ

مفتی مدرسہ مظاہر علوم (وقف)، سہارنپور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد:

باطل فرقوں اور دشمنان اسلام کی طرف سے ہر روز اسلام اور اسلامیات پر مختلف شکلوں سے یلغار ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہے: اس دورِ پُرفتن میں بھی ایسے علماءِ حق موجود ہیں، جو باطل کی طرف سے اٹھنے والے سوال کا منہ توڑ جواب دیتے ہیں۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی جناب مولانا ندیم احمد انصاری صاحب کا رسالہ ''التحقیق النجیح فی صلاۃ التسبیح'' ہے۔ موصوف نے اس رسالہ میں صلاۃ التسبیح کے ثبوت میں معقول دلائل جمع کر دیے ہیں اور پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات بھی مناسب انداز میں تحریر کیے ہیں۔

فضائل میں ضعف مضر نہیں، یہ محدثین کا متفقہ اصول ہے۔ اگر کوئی شخص اس فضیلت کو حاصل نہ کرنا چاہے، تو اس میں کوئی طعن نہیں، لیکن سِرے سے اس کا انکار مضر اور موجبِ صد افسوس بھی ہے۔ ہمارے ذمہ ابلاغِ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ حق کو سمجھ کر، اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اس رسالہ کو اصلاح کا ذریعہ بنائے، موصوف کو دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین

العبد محمود عفی عنہ

خادم افتاء مظاہر علوم وقف

۲۳/ ۱۲/ ۱۴۳۵ھ

رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ کا واقعہ ہے۔مظاہر علوم (وقف) سہارنپور کے استاذ ونائب مفتی، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عثمان غنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ومجاز، حضرت مولانا مفتی محمود عالم صاحب مظاہری دامت برکاتہم سے راقم کی ملاقات ہوئی تو دورانِ گفتگو ایک معمر قاسمیؔ فاضل کے حوالے سے ’فضائل اعمال‘ میں ذکر کردہ صلاۃ التسبیح کے فضائل پر ایک اعتراض علم میں آیا کہ---یہ اچھا ہے، چار رکعت نفل نماز صلاۃ التسبیح کی پڑھ لو، پھر کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں، اس لیے کہ اس سے تو صغیرہ کبیرہ، اگلے پچھلے، سب ہی معاف ہو جاتے ہیں---الفاظ گو کہ مختلف ہوں، مگر ان کا حاصل یہی تھا (اللہ تعالیٰ معترض کو جزائے خیر دے کہ ان کی تحریک پر یہ علمی کام وجود میں آیا)۔

اس کے ساتھ ہی راقم سے حسنِ ظن کی بنا پر حضرت مفتی صاحب کی جانب سے یہ حکم بھی صادر ہوا کہ آپ اس پر تحقیق کے ساتھ کچھ لکھے۔ اولاً چند صفحات لکھ کر حضرت موصوف کی خدمت میں پیش کیے تو تصویب کے ساتھ حوصلہ افزا کلمات سے نوازا گیا۔اس کے بعد کی ملاقاتوں اور فون پر رابطے کے دوران بھی حضرت موصوف اس کے متعلق مسلسل یاددہانی فرماتے رہے۔پھر دیکھتے ہی دیکھتے یہ مکمل کتاب تیار ہوگئی، جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ وللہ الحمد علیٰ ذلک

....

اس کتاب میں مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھا گیا ہے:

☆ صلاۃ التسبیح سے متعلق ائمۂ اربعہؒ اور متقدمین ومتأخرین سب کے موقف کی وضاحت کردی گئی ہے۔

☆ گناہ (صغیرہ وکبیرہ) کی معافی پر قدرے طویل اور مدلل گفتگو کی گئی ہے۔

☆ کتاب کے افادے کو وسیع کرنے کی غرض سے اس نماز سے متعلق ضروری

احکام ومسائل کو بھی درج کر دیا گیا ہے۔

☆ تمام باتیں صفحات وجلد کے مکمل حوالوں کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

☆ بعض مقامات پر یہ سوچ کر کہ ان کا تعلق خاص اہلِ علم سے ہے، ترجمہ سے اعراض کیا گیا ہے، اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اس سے بے جا طوالت کا خدشہ لاحق تھا۔

☆ حتی الامکان مثبت گفتگو کی گئی ہے اور جو بات اکابر علماء کی تحریرات کو سامنے رکھ کر مناسب لگی، اسے پیش کر دیا گیا ہے۔

....

اب اس گزارش کے ساتھ راقم الحروف، قارئین سے وداع لیتا ہے کہ اگر اس میں کوئی علمی کوتاہی نظر سے گزرے---جس کا عین امکان ہے---تو اہل علم حضرات اس سے 'تحریری طور پر' ضرور مطلع فرمائیں، تاکہ احقاق حق اور رجوع کا راستہ آسان ہو--- نیز تمام قارئین سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ لِلّٰہ راقم کی علمی کوتاہیوں کو کسی اکابر کی طرف ہرگز منسوب نہ کریں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور دست بدعا ہوں کہ اس مختصر علمی، دینی کاوش کو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی محمود عالم مظاہری دامت برکاتہم اور راقم اور اس کے والدین محترمین؛ سب کے لیے آخرت میں سرخ روئی اور نجات کا ذریعہ بنائے اور اپنے قربِ خاص سے نوازے۔ آمین

العبد ندیم احمد انصاری غفرلہ

۲۲/ذوالقعدہ ۱۴۳۵ھ

صلاۃ التسبیح کی تحقیق

صلاۃ التسبیح کیا ہے؟

’’صلاۃ التسبیح‘‘ ایک خاص نماز ہے، جس کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

صلاة التسيح نوع من صلاة النفل تفعل على صورة خاصة. وانما سميت صلاة التسبيح لما فيها من كثرة التسبيح، ففيها في كل ركعة خمس وسبعون تسبيحة. (1)

صلاۃ التسبیح، نفل نمازوں میں سے ایک ہے، جو ایک خاص طریقے سے ادا کی جاتی ہے۔ چوں کہ اس نماز میں کثرت سے تسبیح پڑھی جاتی ہے، اس لیے اسے ’’صلاۃ التسبیح‘‘ کہتے ہیں۔ اس کی ہر رکعت میں ۷۵ مرتبہ تسبیح پڑھتے ہیں۔

صلاۃ التسبیح کی حدیث صحاحِ ستہ میں سے ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ میں ہے، صحیحین میں نہیں اور اصحابِ سنن میں سے امام نسائی نے اس کی تخریج نہیں کی۔ اس کے علاوہ یہ حدیث صحیح ابن خزیمہ اور مستدرک حاکم میں موجود ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصحیح کی ہے اور ابن مندہ نے تو اس کی تصحیح میں مستقل تصنیف فرمائی ہے۔ (2)

صلاۃ التسبیح کے بارے میں جتنی روایات آئی ہیں، سنداً سب کی سب ضعیف ہیں اور اس سے متعلقہ احادیث کے ضعف ہی کی وجہ سے علامہ ابن الجوزیؒ نے اس نماز

(1) الموسوعة الفقهية: ۱۵۰/۲۷

(2) الدر المنضود: ۵۳۶/۲، المکتبۃ الخلیلۃ سہارنپور

کی مشروعیت سے انکار کیا ہے، البتہ حافظ ابن حجرؒ نے 'الاعمال المکفرۃ' میں لکھا ہے کہ تعددِ طرق کی بناء پر یہ حدیث حسن لغیرہ بن گئی ہے، اس کے علاوہ یہ مؤید بالتعامل بھی ہے۔ لہٰذا صلاۃ التسبیح کو بدعت یا خلافِ سنت کہنا یا اس کی فضیلت کا انکار درست نہیں۔(1)

علامہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند فردوس میں فرمایا:

صلاۃ التسبیح أشھر الصلوات وأصحھا اسناداً.(2)

صلاۃ التسبیح بہت مشہور نماز ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قد رأی ابن المبارک وغیرہ من أھل العلم صلاۃ التسبیح وذکروا الفضل فیھا.(3)

حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ وغیرہ اہل علم صلاۃ التسبیح کا اہتمام فرماتے تھے اور یہ حضرات اس کی فضیلت کے قائل ہیں۔

علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کان عبد اللہ بن المبارک یصلیھا وتداولھا الصالحون بعضھم عن بعض، وفیہ تقویۃ للحدیث المرفوع.(4)

حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بعض صلحاء اس نماز کو پڑھتے اور اس کا اہتمام فرماتے تھے۔ صلحاء کا اس طرح اہتمام حدیث مرفوع کو تقویت پہنچاتا ہے۔

شیخ صالح بن عثیمینؒ نے لکھا: "صلاۃ التسبیح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں۔ اس کے متعلق کوئی حکمِ شریعت نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ ائمۂ کرام میں سے

(1) ماخوذ از درسِ ترمذی: ۲/۲۵۰، دار الکتاب، دیوبند

(2) عون المعبود: ۶۱۴، بیت الأفکار الدولیۃ، مکمل (3) سنن الترمذی: ۴۸۱

(4) عون المعبود: ۶۱۴، بیت الأفکار الدولیۃ، مکمل

کسی ایک امام نے بھی اسے مستحب قرار نہیں دیا‘۔۔۔لیکن خود ان کے فتاویٰ پر حاشیہ لکھنے والے نے یہ کہہ کر ان کا رد کیا ہے کہ:”فاضل مفتی کا یہ کہنا کہ کسی بھی امام نے اسے مستحب قرار نہیں دیا، صحیح نہیں ہے۔ محدثین کا ایک گروہ کثرتِ طرق کی وجہ سے نمازِ تسبیح کی حدیث کی اصلیت کا اور اس کی بنیاد پر اس کے استحباب کا قائل ہے۔“(1)

شیخ جبرین کا بھی یہی حال ہوا؛ وہ فرماتے ہیں:

نماز تسبیح کے بارے میں ایک بہت ہی ضعیف حدیث وارد ہے، جسے معتبر علماء میں سے کسی ایک نے بھی صحیح قرار نہیں دیا۔ ائمۂ ثلاثہ کے ہاں بھی یہ نماز معروف نہیں اور نہ انھوں نے اس کے بارے میں کوئی (صحیح) حدیث سنی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کے بارے میں یہ حدیث ثابت نہیں، لہٰذا اس کے مطابق عمل نہیں ہونا چاہیے۔

رہے علامہ ابن الجوزیؒ، جنھوں نے اس سے متعلق روایت کو موضوعات میں شمار کیا ہے، لیکن دیگر محققین نے ان سے اتفاق نہیں کیا، جس کی تفصیل آپ آگے ملاحظہ فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وأفرط ابن الجوزی فأورد هذا الحديث فی كتاب الموضوعات. (2)

ابن الجوزی نے اس (سے متعلق) حدیث کو موضوعات میں شمار کرکے افراط کیا ہے۔

صلاۃ التسبیح: ’اہل حدیث‘ کے نزدیک

’اہل حدیث‘ حضرات عامۃً اس نماز کے قائل نہیں، بلکہ ان کی کتابوں میں اس کے ذکر سے ہی اعراض کیا جاتا ہے، لیکن حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ’فضائل اعمال‘ پر اعتراضات کرنے والے ان حضرات کی ’صحیح اور

---

(1) فتاوی ارکان اسلام: ۳۰۵، دار السلام، اردو

(2) عون المعبود: ۶۱۴، بیت الأفکار الدولیۃ، مکمل

مستند فضائل اعمال‘ میں اس نماز کی اصل کا اعتراف کیا گیا ہے۔

متذکرہ کتاب کے مصنف شیخ ابو عبداللہ علی بن محمد المغربیؒ رقم طراز ہیں:

ابن عباسؓ کی نمازِ تسبیح کے بارے میں روایت، جو ابوداؤد، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ میں ہے اور ابن خزیمہ نے نمازِ تسبیح کی روایت پر عدمِ اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ لہٰذا راجح قول کے مطابق اس کی سند ضعیف ہے۔ آگے اس کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوۃ کے آخر میں اپنی کتاب ’اجوبة الحافظ عن أحاديث المصابيح‘ میں نمازِ تسبیح میں وارد ابن عباسؓ کی حدیث کو حسن یعنی قابلِ عمل قرار دیا ہے۔ اسی طرح علامہ عبدالرحمن مبارکپوریؒ اور شیخ احمد شاکرؒ نے بھی اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے اور شیخ ابوبکر آجری اور شیخ ابن مندہ اور علامہ خطیب بغدادی اور علامہ نووی وغیرہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ’’لگتا یہی ہے‘‘ کہ اس حدیث کا اصل ضرور ہے۔(1)

صلاۃ التسبیح کی فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال رسولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم للعباسِ بن عبدِ المطلبِ: یا عباسُ یا عماهُ! أَلا أُعطيك، أَلا امْنَحُكَ، أَلا أَحْبُوكَ، أَلا أَفْعَلُ لكَ عشرَ خِصالٍ إذا أَنتَ فعلتَ ذلكَ غفرَ اللهُ لكَ ذنبكَ أولَهُ و آخرَهُ، و قديمَهُ و حديثَهُ، و خطأَهُ و عمدَهُ، و صغيرَهُ و كبيرَهُ، و سرَّهُ و علانيتَهُ، عشرَ خصالٍ: أَنْ تُصلّيَ أَربعَ ركعاتٍ تَقرأُ في كلِ ركعةٍ بفاتحة الكتاب و سورةٍ فاذا فرغتَ من القراءةِ في أولِ ركعةٍ فقل أنت قائمٌ: سبحان اللهِ، و الحمدُ للهِ، و لا الهَ الا اللهُ، و اللهُ اكبر

(1) صحیح اور مستند فضائل اعمال: ۱۶۱، مکتبة الفهیم، یوپی، اردو

خمسَ عشرَ مرۃً، ثم تَرکعُ فتقولُ و أنتَ راکعٌ عشراً، ثم تَرفعُ رأسکَ من الرکوعِ فتقولُھا عشراً، ثم تَھوِی ساجداً فتقولُ و أنتَ ساجدٌ عشراً، ثم ترفعُ رأسکَ (من السجود) فتقولُھا عشراً، ثم تسجُدُ فتقولُھا عشراً، ثم ترفعُ رأسکَ (من السجود) فتقولُھا عشراً، فذلکَ خمسٌ و سبعونَ فی کلِ رکعۃٍ، تفعلُ ذلکَ فی أربعِ رکعاتٍ وإن استطعتَ أَن تُصلِّیَھَا فی کلِ یومٍ مرۃً فأَفعل، فإن لم تستطِع ففِی کلِ جمعۃٍ مرۃً، فإن لم تفعلْ ففِی کلِ شھرٍ مرۃً، فإن لم تفعلْ ففِی کلِ سنۃٍ مرۃً، فإن لم تفعلْ ففِی عُمُرِکَ مرۃً.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

اے عباس، اے میرے پیارے چچا!

کیا میں آپ کو (رفیع الشان چیز) عطا نہ کروں، کیا میں آپ کو (بہت بڑا) عطیہ نہ دوں، کیا میں آپ کو (بہت نفع بخش) بات نہ بتلاؤں، کیا میں آپ کو (ایسی) دس خصلتوں کا مالک نہ بناؤں کہ آپ اُن پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے، پرانے اور نئے، بھول چوک سے اور جان بوجھ کر کیے ہوئے، چھوٹے اور بڑے، چھپے اور کھلے ہوئے (سب) گناہ معاف فرما دیں گے!

(غور سے سُنیے!) آپ چار رکعت نماز (اس طرح) کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور (کوئی بھی) سورۃ (ملا کر) پڑھیں۔

پھر پہلی رکعت میں جب آپ قراءت مکمل کرچکیں تو قیام ہی کی حالت میں:

سُبْحَانَ اللہِ، وَ الْحَمْدُ لِلہِ، وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ، وَ اللہُ اَکْبَرُ پندرہ مرتبہ پڑھیں۔

پھر رکوع میں جائیں اور (رکوع کی تسبیح پڑھنے کے بعد) یہ کلمات دس مرتبہ پڑھیں۔

پھر رکوع سے سر اٹھائیں اور (تسمیع یعنی سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد) یہ کلمات دس مرتبہ پڑھیں۔

پھر سجدہ میں جائیں اور (سجدہ کی تسبیح پڑھنے کے بعد) یہ کلمات دس مرتبہ پڑھیں۔
پھر (اللہ اکبر کہتے ہوئے) سجدہ سے سر اٹھائیں اور (جلسہ میں) یہ کلمات دس مرتبہ پڑھیں۔
اس کے بعد (دوسرے) سجدہ میں جائیں اور (سجدہ کی تسبیح کے بعد) یہ کلمات دس مرتبہ پڑھیں۔
پھر (اللہ اکبر کہتے ہوئے) سجدہ سے سر اٹھائیں اور (اگلی رکعت کے لیے کھڑے ہونے سے پہلے، بیٹھ کر) یہ کلمات دس مرتبہ پڑھیں۔
اس طرح ۷۵/کا عدد پورا ہو جائے گا۔اسی طرح آپ چاروں رکعتوں میں (کُل ۳۰۰/مرتبہ یہ کلمات) پڑھیں۔
اگر آپ سے ہو سکے تو اسے ہر دن ایک مرتبہ، ورنہ ہفتہ میں ایک مرتبہ، ورنہ مہینہ میں ایک مرتبہ، ورنہ سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیں، اور اگر سال بھر میں ایک مرتبہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک بار (تو ضرور) پڑھ لیں۔

حدیث کی تخریج

(۱) سنن أبي داود: ۱۲۹۷ (۲) سنن ابن ماجۃ: ۱۳۸۷ (۳) صحیح ابن خزیمۃ: ۱۲۱۶ (۴) المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ۱۱۹۳ (۵) زوائد السنن علی الصحیحین: ۲۵۳۷ (۶) المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۱۶۲۲ (۷) السنن الکبری للبیہقی: ۴۹۱۶ (۸) السنن الصغری للبیہقی: ۸۳۳، ۸۳۲، ۸۳۱ (۹) مجمع الزوائد: ۳۶۷۷ (۱۰) جمع الفوائد: ۲۲۲۹ (۱۱) مجمع البحرین: ۱۱۲۸ (۱۲) جامع الاصول فی أحادیث الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ۴۳۵۹ (۱۳) الترغیب والترہیب من الحدیث الشریف: ۱۰۰۰ (۱۴) کنز العمال: ۲۱۵۴۶۔

اکثر ائمہ کا معمول

عبد العزیز بن داوٗدؒ نے لکھا ہے:

جو شخص جنت کا طلب گار ہو......وہ صلاۃ التسبیح کا پڑھنا اپنے اوپر لازم کر لے۔

ابو عثمان زاہدؒ نے کہا:

سختیوں اور غموں (سے نجات) کے لیے میں نے صلاۃ التسبیح جیسی کوئی چیز نہیں پائی۔

چنانچہ اکثر ائمہ ومشائخ اور علماء کا معمول اس نماز کے اہتمام کا رہا ہے۔(1)

آگے سنیے:

عن أبی الجوزاء عن رجل كانت له صحبة يرون أنه عبد الله بن عمرو قال

ایک صحابیؓ روایت کرتے ہیں؛

قال لی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ائتنی غداً أحبوک، وأثیبک، وأعطیک.

مجھ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کل صبح آنا، میں تمھیں ایک بخشش کروں گا، ایک چیز دوں گا، ایک عطیہ دوں گا۔

وہ صحابیؓ کہتے ہیں؛

حتی ظننت أنه یعطینی عطیة۔ قال: اذا زال النهار.

ان الفاظ سے میں یہ سمجھا کہ (شاید) کوئی (مال مجھے) عطا فرمائیں گے۔ صبح کے وقت (جب میں حاضر ہوا) آپ نے فرمایا:

فقم فصل أربع ركعات فذكر نحوه.

جب دوپہر کو آفتاب ڈھل جائے، تو چار رکعت نماز پڑھو اور وہی طریقہ ارشاد فرمایا، جو کہ اس سے پہلی حدیث میں گزرا۔

اور یہ بھی ارشاد فرمایا:

---

(1) مظاہر حق جدید: ۲/ ۲۳۹

فانک لو کنت أعظم أهل الأرض ذنباً، غفر لک بذنبک.

اگر تم ساری دنیا کے لوگوں سے زیادہ بھی گنہگار ہوں گے، تو بھی اس کی برکت سے تمھارے (سارے) گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

میں نے عرض کیا:

فان لم أستطع أن أصلیها تلک الساعة؟

اگر اس وقت میں کسی وجہ سے یہ نماز نہ پڑھ سکوں؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صلها من اللیل و النهار.

جس وقت ممکن ہو، (مکروہ اوقات کے علاوہ) رات ہو یا دن، اسے پڑھ لیا کرو۔ (1)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس نماز کے لیے بہتر اور مستحب وقت زوال کے بعد ہے، لیکن مکروہ اوقات کے علاوہ رات دن، کسی بھی وقت اس کی ادائیگی میں کوئی حرج نہیں۔

لَاحَوۡلَ وَلَاقُوَّۃَ الخ کا اضافہ

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

وجه رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم جعفر بن أبی طالب الی بلاد الحبشة، فلما قدم اعتنقه و قبل بین عینیه.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت جعفرؓ کو حبشہ بھیجا تھا، جب وہ وہاں سے لوٹ کر مدینہ منورہ آئے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے معانقہ کیا اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

---

(1) سنن أبی داود: ١٢٩٨، سنن الترمذی: ٤٨١

پھر ارشاد فرمایا:

ألا أهب لک، ألا أبشرک، ألا أمنحک، ألا أتحفک؟

میں تجھے ایک چیز نہ دوں، ایک خوش خبری نہ سناؤں، ایک عطیہ نہ کروں، ایک تحفہ نہ دوں!

انھوں نے عرض کیا:

نعم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

ضرور اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

تصلی أربع رکعات فذکر نحوه.

چار رکعت (نفل) نماز پڑھو۔ پھر اسی مذکورہ بالا طریقے سے نماز سکھلائی۔

ہاں، اس حدیث میں **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ** کا اضافہ ہے۔

امام حاکمؒ فرماتے ہیں:

هذا اسناد صحیح لا غبار علیه. (1)

اس کی سند صحیح ہے، اس میں کوئی غبار نہیں۔

وفی اللآلی المصنوعة: (2): أن الذهبی علیہ الرحمۃ تعقب الحاکم وقال: فیه أحمد بن داود بن عبد الغفار الحرانی کذبه الدارقطنی. وفی الترغیب: قال المملی علیہ الرحمۃ: وشیخه أحمد بن داود بن عبد الغفار أبو صالح الحرانی، ثم المصری تکلم فیه غیر واحد من الائمة، وکذبه الدارقطنی. (3)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صلاۃ التسبیح میں اس کا اضافہ بھی کیا جا سکتا ہے نیز اس کے بغیر بھی صلاۃ التسبیح پڑھی جا سکتی ہے۔

---

(1) ۱/۴۵۷، برقم: ۱۱۹۷ (2) ۲/۴۱

(3) الترغیب: ۱۰۰۰

دعائے ماثورہ کے موقع پر پڑھنے کی ایک دعا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں صلاۃ التسبیح میں تشہد اور درود شریف کے بعد سلام سے پہلے پڑھنے کی مندرجہ ذیل دعا بھی وارد ہوئی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنّی اَسئَلُکَ تَوفِیقَ اَھلِ الھُدٰی، وَاَعمَالَ اَھلِ الیَقِینِ، وَمُنَاصَحۃَ اَھلِ التَّوبَۃِ، وَعَزمَ اَھلِ الصَّبرِ، وَجِدَّ اَھلِ الخَشیَۃِ، وَطَلَبَ اَھلِ الرَّغبَۃِ، وَتَعبُّدَ اَھلِ الوَرَعِ، وَعِرفَانَ اَھلِ العِلمِ حَتّٰی اَخافَکَ، اَللّٰھُمَّ اِنّی اَسئَلُکَ مَخافَۃً تَحجُزُنِی عَن مَعَاصِیکَ حَتّٰی عَامِلَ بِطاعَتِکَ عَملاً اَستَحِقُّ بِہٖ رِضَاکَ، وَحَتّٰی اُنَاصِحَکَ بِالتَّوبَۃِ خَوفاً مِنکَ، وَحَتّٰی اُخلِصَ لَکَ النَّصِیحَۃَ حُبًّا لَکَ، وَحَتّٰی اَتَوَکَّلُ عَلَیکَ فِی الاُمُورِ حُسنَ ظَنِّ بِکَ، سُبحَانَ خَالِقِ النُّورِ. (1)

اے اللہ! میں آپ سے ہدایت یافتہ لوگوں کی (سی) توفیق، اہلِ یقین کے (سے) اعمال، اہلِ توبہ کا (سا) خلوص، اہلِ صبر کی (سی) پختگی، اہلِ خشوع کی (سی) سعی واحیاط، اہلِ رغبت کی (سی) طلب، پرہیزگاروں کی (سی) عبادت اور اہلِ علم کی (سی) معرفت کا سوال کرتا ہوں، تاکہ مجھ میں آپ سے ڈرنے کی صفت پیدا ہو جائے۔ اے اللہ! میں ایسی خشیت کا طالب ہوں، جو مجھے آپ کی نافرمانی سے باز رکھے، حتی کہ میں آپ کی اطاعت کرتے ہوئے ایسا عمل کروں کہ اس کے سبب آپ کی رضا کا مستحق ہو جاؤں، حتی کہ آپ سے ڈرتے ہوئے خلوص سے توبہ کروں اور آپ کی محبت میں نصح کو آپ ہی کے لیے خالص کرلوں، یہاں تک کہ آپ سے اچھا گمان رکھتے ہوئے تمام امور میں آپ ہی پر بھروسہ کروں۔ پاک ہے وہ ذات! جس نے نور کو پیدا کیا۔

---

(1) الترغیب والترھیب: ۱۰۰۳

صلاۃ التسبیح کا ایک اور طریقہ

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اور بہت سے علماء سے اس نماز کی فضیلت نقل کی گئی ہے اور اس کا یہ طریقہ ذکر کیا گیا ہے:

قال الترمذی: وقد روی ابن المبارک وغیر واحد من أھل العلم صلاۃ التسبیح وذکروا الفضل فیہ.

حدثنا أحمد بن عبدۃ حدثنا أبو وھب قال: سألت عبد اللہ ابن المبارک عن الصلاۃ التی یسبح فیھا فقال: یکبر ثم یقول: سبحانک اللہ الخ---ثم یقول خمس عشرۃ مرۃ، سبحان اللہ الخ---ثم یتعوذ ویقرأ ﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾ وفاتحۃ الکتاب وسورۃ، ثم یقول عشر مرات: سبحان اللہ الخ---ثم یرکع فیقولھا عشراً ثم یرفع رأسہ(من الرکوع) فیقولھا عشراً، ثم یسجد فیقولھا عشراً، ثم یرفع رأسہ فیقولھا عشراً، ثم یسجد الثانیۃ فیقولھا عشراً، یصلی أربع رکعات علی ھذا، فذلک خمس وسبعون تسبیحۃ فی کل رکعۃ، یبدأ فی کل رکعۃ بخمس عشرۃ (تسبیحۃ). ثم یقرأ ثم یسبح عشراً. (1)

سبحانک اللّٰھم پڑھنے کے بعد سورہ فاتحہ پڑھنے سے پہلے پندرہ مرتبہ ان کلمات (سبحان اللہ الخ) کو پڑھے، پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر سورہ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھے۔ سورۃ کے بعد رکوع سے پہلے دس مرتبہ، پھر رکوع میں دس مرتبے، پھر رکوع سے اٹھ کر دس مرتبہ، پھر پہلے سجدے میں دس مرتبہ، پھر سجدے سے بیٹھ کر دس مرتبہ اور پھر دوسرے سجدے میں دس مرتبہ یہ کلمات پڑھے۔ اس طرح ۷۵ رکی تعداد مکمل ہو جائے گی۔

امام حاکمؒ فرماتے ہیں:

---

(1) سنن الترمذی: ۴۸۱، المستدرک علی الصحیحین: ۱۱۹۸

رواۃ ھذا الحدیث عن ابن المبارک کلھم ثقات اثبات ولا یتھم عبداللہ أن یعلمه مالم یصح عندہ سندہ. (1)

اس روایت کے تمام راوی ثقات ہیں اور حضرت عبد اللہ بن مبارک پر یہ تہمت نہیں لگائی جاسکتی کہ وہ ایسی بات کی تعلیم دیں گے، جس کی ان کے پاس صحیح سند نہ ہو۔

صلاۃ التسبیح کا حکم

الموسوعۃ الفقہیۃ میں ہے:

اختلف الفقھاء فی حکم صلاۃ التسبیح، وسبب اختلافھم فیھا اختلافھم في ثبوت الحدیث الوارد فیھا. (2)

صلاۃ التسبیح کے حکم میں فقہاء کا اختلاف ہے اور اس اختلاف کی وجہ اس سے متعلق وارد حدیث کے ثبوت میں اختلاف ہے۔

استحباب کا قول

بعض شافعیہ کا کہنا ہے:

ھی مستحبة.

یہ مستحب ہے۔

علامہ نووی علیہ الرحمہ نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے:

ھی سنة حسنة، واستدلوا بالحدیث الوارد فیھا، وھو ما روی أبو داود، أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال للعباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب: یا عباس یا عماہ، الحدیث.

یہ نماز پسندیدہ سنت ہے اور ابوداود کی اس روایت سے استدلال کیا ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو یہ نماز سکھانا

(1) المستدرک علی الصحیحین: ۱/۴۵۷ (2) الموسوعۃ الفقھیۃ: ۲۷/۱۵۰

وارد ہوا ہے۔

ان حضرات کا کہنا ہے:

وقد ثبت هذا الحديث من هذه الرواية، وهو وان كان من رواية موسى بن عبد العزيز فقد وثقه ابن معين.

اس روایت کی ابن معین نے توثیق کی ہے۔

امام نسائی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ليس به بأس.

اس سے (روایت بیان کرنے میں) کوئی حرج نہیں۔

علامہ زرکشی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

الحديث صحيح وليس بضعف.

یہ حدیث صحیح ہے، اس میں کوئی ضعف نہیں۔

علامہ ابن صلاح علیہ الرحمہ نے کہا:

حديثها حسن ومثله قال النووي في تهذيب الاسماء واللغات.

اس کی حدیث 'حسن' ہے اور اسی طرح امام نوویؒ نے تہذیب الاسماء واللغات میں کہا ہے۔

علامہ منذری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

رواته ثقات.

اس کے رواۃ ثقات ہیں۔(1)

جواز کا قول

بعض حنابلہ اس طرف گئے ہیں:

---

(1) الموسوعة الفقهية: ۱۵۱/۲۷، وزارة الاوقاف والشؤن الاسلامية

أنها لا بأس بها، وذلک یعنی الجواز.

اس نماز کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، یعنی (دوسرا قول) جواز (کا) ہے۔

ان کا کہنا ہے:

لو لم یثبت الحدیث فیها فهی فضائل الأعمال فیکفی فیها الحدیث الضعیف.

اگر یہ حدیث (سند کے اعتبار سے صحیح) ثابت نہ بھی ہو تو بھی، فضائل اعمال میں ضعیف روایت کفایت کرتی ہے۔

اسی لیے علامہ ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

ان فعلها انسان فلا بأس فان النوافل والفضائل لا یشترط صحة الحدیث فیها.(1)

اگر کوئی انسان اس پر عمل کرتا ہے، تو کوئی حرج نہیں، اس لیے کہ نوافل وفضائل میں حدیث کے صحیح ہونے کی شرط نہیں ہوتی۔

غیر مشروعیت کا قول

تیسرا قول یہ ہے:

أنها غیر مشروعة.

یہ نماز غیر مشروع ہے۔

علامہ نووی علیہ الرحمہ المجموع میں فرماتے ہیں:

فی استحبابها نظر، لأن حدیثها ضعیف وفیها تغیر لنظم الصلاة المعروف فینبغی ألا بفعل بغیر حدیث ولیس حدیثها بثابت.

اس کے استحباب میں نظر ہے، اس لیے کہ اس کی حدیث ضعیف ہے اور اس نماز

---

(1) الموسوعة الفقهية: ۱۵۱/۲۷، وزارة الاوقاف والشؤن الاسلامية

میں عام نمازوں کا معروف طریقہ بدل جاتا ہے اور ایسا کرنا بغیر کسی (صحیح) حدیث کے ہے اور اس کی (دلیل میں صحیح) حدیث ثابت نہیں۔

لیکن ضعیف روایات سے یہ تفصیل یاد رہے:

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

و الضعیف یعمل بہ فی الفضائل الاعمال اتفاقاً۔ (1)

فضائل میں ضعیف احادیث بالاجماع قابل عمل ہیں۔

امام نوویؒ الاربعین کے مقدمے میں فرماتے ہیں:

و اتفق الحفاظ علی أنہ حدیث ضعیف و ان کثرت طرقہ۔ (2)

فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کے جواز پر علماء کا اتفاق ہے، جب کہ اس بہت سے طرق ہوں۔

بعض علماء کے نزدیک حدیث ضعیف سے نہ صرف یہ کہ عمل جائز ہوتا ہے بلکہ استحباب بھی ثابت ہو جاتا ہے، انھیں علماء میں امام نووی علیہ الرحمہ اور محقق ابن الہمام علیہ الرحمہ وغیرہ بھی ہیں اور امت کا عمل بھی اسی پر ہے۔

امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قال العلماء من المحدثین و الفقہاء غیرھم: یجوز و یستحب العمل فی الفضائل و الترغیب و الترھیب بالحدیث الضعیف مالم یکن موضوعاً۔ (3)

حضراتِ محدثین وفقہاء وغیرہ علماء نے فرمایا: فضائل اور ترغیب وترہیب میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز بلکہ مستحب ہے، بشرطیکہ وہ حدیث موضوع نہ ہو۔

محقق ابن ھمام فرماتے ہیں:

---

(1) الأسرار المرفوعة فی أخبار الموضوعة: ص: ۳۰۵، برقم: ۴۳۴، المکتب الاسلامی، بیروت

(2) شرح التفتازانی علی الأربعین النوویة: ۴۷، دار الکتب العلمیة، بیروت

(3) کتاب الاذکار للنووی: ص: ۸

الاستحباب یثبت الضعیف غیر الموضوع(1)

حدیث ضعیف سے استحباب ثابت ہوتا ہے، نہ کہ موضوع حدیث سے۔

بلکہ الدکتور خالد محمود لکھتے ہیں:

ضعیف حدیث--اگر اسے دوسری سندوں سے تائید حاصل ہو تو یہ قبول کی جا سکتی ہے۔یہی نہیں کہ صرف فضائل اعمال میں انھیں لے لیا جائے گا، بلکہ ان سے بعض حالات میں استخراج مسائل بھی کیا جا سکتا ہے۔(2)

علامہ ابن قدامہ علیہ الرحمہ نے امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے:

لم یثبت الحدیث الوارد فیھا، ولم یرھا مستحبۃ، الخ.

اس سے متعلق وارد حدیث (کی صحیح سند) ثابت نہیں۔

علامہ ابن الجوزی علیہ الرحمہ نے اس سے متعلق وارد حدیث کو موضوعات میں شامل کیا ہے۔

والحدیث الوارد فیھا جعلہ ابن الجوزی من الموضوعات.

لیکن یہ قول واقعہ کے خلاف ہے، جس کی تفصیل آگے آئے گی۔ان شاء اللہ

حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ التلخیص میں فرماتے ہیں:

الحق أن طرقہ کلھا ضعیفۃ، وان کان حدیث ابن عباس یقرب من شرط الحسن الا أنہ شاذ لشدہ الفردیۃ فیہ وعدم الشاھد والمتابع من وجہ معتبر، ومخالفۃ ھیئتھا لھیئۃ باقی الصلوات.

حق بات یہ ہے کہ اس حدیث کے تمام طرق ضعیف ہیں---(ان کے ایسا کہنے کی ایک وجہ انھوں نے خود یہ بیان کی ہے کہ) اس کی ہیئت دیگر نمازوں کی ہیئت کے مخالف ہے۔

وہ فرماتے ہیں:

---

(1) فتح القدیر: ۱/۴۲۷

(2) آثار الحدیث: ۲/۱۴۵، دار المعارف، لاہور

وقد ضعفها ابن تیمیة والمزی، وتوقف الذهبی، حکاہ عبد الهادی فی أحکامه.(1)

علامہ ابن تیمیہؒ اور علامہ مزیؒ نے بھی اس کی تضعیف کی ہے اور علامہ ذہبیؒ نے توقف کیا ہے۔ عبدالہادیؒ نے اسے اپنی (کتاب) 'احکام' میں بیان کیا ہے۔

وانظر للتفصیل: المجموع للنووی: ۵۴/۴، نهایة المحتاج: ۱۱۹/۲، عون المعبود: ۱۷۶/۴-۱۸۳، المغنی لابن قدامة: ۱۳۲/۲، التلخیص الحبیر: ۷/۲وغیرهم

متقدمین ومتأخرین کا اختلاف

یہ تفصیل تو الموسوعۃ الفقہیۃ کے حوالے سے تھی، اب آگے ملاحظہ فرمائیے:

حافظ ابن الجوزیؒ نے کتاب الموضوعات میں اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے:

هذا الطرق کلها لا تثبت.(2)

اس کے تمام طرق غیر ثابت ہیں۔

لیکن حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ وغیرہ نے ان کا تعاقب کیا ہے اور اس پر تفصیلی کلام کر کے علامہ ابن الجوزیؒ کے دعوے کو باطل قرار دیا ہے۔ انھوں نے اس حدیث کے مختلف طرق بھی ذکر کیے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

......وقد ذکر من صحح هذا الحدیث من طریق عکرمة عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ ویردہ مجموع ذلک کلام القاضی أبی بکر بن العربی الذی نقله عنه الشیخ وأقرہ، ویبطل دعوی ابن الجوزی أن الحدیث موضوع، الخ.(3)

(1)الموسوعة الفقهیة: ۱۵۱/۲۷، وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیة

(2)الموضوعات: ۴۶۸/۲، أضواء السلف (3)موسوعة الحافظ ابن حجر الحدیثیة: ۶۴۴/۱

التعلیق الصبیح شرح مشکاۃ المصابیح میں ہے:

اختلف المتقدمون والمتأخرون فی تصحیح هذا الحدیث، وصححه ابن خزیمة و حسنه جماعة۔ وقال العسقلانی: هذا حدیث حسن، وقد أساء ابن الجوزی بذكره فی الموضوعات. (1)

اس حدیث کی تصحیح وتضعیف میں متقدمین ومتأخرین کا اختلاف ہے۔ ابن خزیمہ نے اسے 'صحیح' کہا ہے اور ایک جماعت نے اسے 'حسن' قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے اسے حسن کہا ہے اور فرمایا کہ ابن الجوزیؒ نے اسے موضوعات میں ذکر کر کے برا کیا ہے۔

شیخ ناصر الدین البانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

(هذا حدیث) صحیح. (2)

یہ حدیث صحیح ہے۔

مظاہر حق کے حاشیہ میں ہے:

صلاۃ التسبیح سے متعلق حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت کو علامہ ابن الجوزیؒ نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ہیں، موسیٰ بن عبد العزیز۔ ان کو انھوں نے مجہول اور اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے، لیکن بہت سے محدثین کو ابن الجوزیؒ کی اس تحقیق سے اتفاق نہیں۔ ابن معینؒ، نسائیؒ اور ابن حبانؒ نے موسیٰ بن عبد العزیز کی توثیق کی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ اور علامہ سیوطیؒ نے ابن الجوزیؒ کا تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے؛

انھوں نے اس حدیث کو موضوعات میں شمار کر کے مبالغہ سے کام لیا اور برا کیا

(1) ۱۲۰/۲، مطبع اعتدال، دمشق و انظر مرقاۃ المفاتیح: ۳۷۷/۳، دار الکتب العلمیة، بیروت

(2) سنن أبی داود حكم علی أحادیثه للناصر الدین الأبانی، ص: ۲۲۳، مكتبة المعارف للنشر والتوزیع، الریاض

ہے۔(1)

پھر ابن الجوزیؒ سے پہلے کے محدثین میں سے کوئی بھی اس حدیث کے موضوع اور باطل ہونے کا قائل نہیں ہوا، بلکہ ان کی بڑی اکثریت اس طرف گئی ہے کہ یہ حدیث صحیح یا حسن ہے اور اگر کسی نے اس کو ضعیف بھی کہا، تو بھی اس نماز کی مشروعیت سے انکار کرنا جیسا کہ ابن الجوزیؒ کا قول ہے صحیح نہیں، کیوں کہ فضائل کے باب میں ضعیف حدیث بھی کافی ہوجاتی ہے۔صلاۃ التسبیح پر امت کے بہت سے علماء اور صلحاء کا تعامل بھی اس روایت کو تقویت پہنچاتا ہے۔(2)

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح میں ہے:

وروی الترمذی عن أبی رافع نحوہ وقال الترمذی:حدیث غریب، وقال روی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی صلاۃ التسبیح غیر حدیث ولا یصح منہ کثیر شیئ، قال: وفی الباب عن ابن عباس و عبد اللّٰہ بن عمر و الفضل بن عباس، وروی ابن المبارک وغیر واحد من أھل العلم صلاۃ التسبیح وذکروا الفضل فیھا نقلہ میرک.(3)

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے حضرت رافع سے اسی طرح کی ایک روایت نقل کی ہے اور فرمایا: یہ حدیث غریب ہے--اور فرمایا: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صلاۃ التسبیح سے متعلق کئی حدیثیں روایت کی گئی ہیں، ان میں سے اکثر صحیح نہیں ہیں۔(لیکن) اس باب میں (۱) ابن عباس (۲) عبد اللہ بن عمر (۳) فضل بن عباس رضی اللہ عنہم اور عبد اللہ بن مبارک علیہ الرحمہ کے علاوہ بھی کئی اہل علم سے اس نماز کی فضیلت منقول ہے۔

---

(1) انظر للتفصیل الموسوعۃ الحافظ ابن حجر الحدیثیۃ: ۱/۶۴۴

(2) مظاہر حق جدید: ۲/۲۳۸، ادارہ اسلامیات، دیو بند

(3) مرقاۃ المفاتیح: ۳/۳۷۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

اعلاء السنن میں ہے:

سكت عنه ابوداود وفى التلخيص الحبير: صححه أبو على بن السكن والحاكم. (1)

امام ابوداود نے اس پر سکوت فرمایا ہے اور ابو علی بن السکن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

امام دارقطنی علیہ الرحمہ تو یہاں تک فرماتے ہیں:

أصح شيىء ورد فى فضائل السور، فضل ﴿قل هو الله أحد﴾، وأصح شيىء ورد فى فضائل الصلوات فضل صلاة التسبيح. (2)

سورتوں کے فضائل میں سب سے زیادہ صحیح بات جو وارد ہوئی ہے، وہ سورہ اخلاص کی فضیلت ہے اور (نفل) نمازوں کی فضیلت میں سب سے زیادہ صحیح بات جو وارد ہوئی ہے؛ صلاۃ التسبیح کی فضیلت ہے۔

اہل علم حضرات کی خدمت میں مزید چند باتیں

علامہ منذری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

رواه...... ابن خزيمة فى صحيحه (3)، وقال: ان صح هذا الخبر فان فى القلب من هذا الاسناد شيئاً، فذكره، ثم قال: ورواه ابراهيم بن الحكم بن أبان عن أبيه عن عكرمة مرسلاً لم يذكر فيه ابن عباس. (4)

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ورواه الطبرانی علیہ الرحمہ، وقال فى آخره: فلو كانت ذنوبك مثل زبد البحر، أو رمل عالج غفر الله لك.

---

(1) اعلاء السنن: ۵/ ۱۹۱، دار الفکر، بیروت

(2) مرقاۃ المفاتیح: ۳/ ۳۷۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت (3) ۲/ ۲۲۳

(4) الترغیب والترھیب للمنذری، ص: ۱۳۵، دار صادر، بیروت، مکمل

قال الحافظ علیہ الرحمۃ: وقد روی هذا الحديث من طرق كثيرة، و عن جماعة من الصحابة و أمثلها حديث عكرمة هذا، وقد صححه جماعة منهم: الحافظ أبو بكر الآجریّ، وشيخنا أبو محمد عبد الرحيم المصری، وشيخنا الحافظ أبو الحسن المقدسی رحمهم الله تعالیٰ۔ وقال أبو بكر بن أبی داود: سمعت أبی يقول: ليس فی صلاة التسبيح حديث حسن صحيح غير هذا، وقال مسلم بن الحجاج رحمه الله تعالیٰ: لا يروی فح هذا الحديث اسناد أحسن من هذا، يعنی اسناد حديث عكرمة ابن عباس، وقال الحاكم علیہ الرحمۃ (1): قد صحت الرواية عن ابن عمر أن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علّم ابن عمه هذه الصلاة، ثم قال: حدثنا أحمد بن داود بمصر حدثنا اسحاق بن كامل حدثنا ادريس بن يحيیٰ عن يزيد بن أبی حبيب عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنهما قال:

وجّه رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جعفر بن أبی طالب الی بلاد الحبشة، فلما قدم أعتنقه، وقبّل بين عينيه، ثم قال: ألا أهب لک، ألا أبشرک، ألا أمنحک؟ فذكر الحديث، ثم قال: هذا اسناد صحيح لا غبار عليه. (2)

علامہ مملی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وشيخه أحمد بن داود بن عبد الغفار أبو صالح الحرانی، ثم المصری تكلم فيه غير واحد من الأئمة، وكذبه الدار قطنی. (3)

علامہ عینی علیہ الرحمہ حدیث کی سند پر کلام کرتے ہوئی فرماتے ہیں:

عبد الرحمن بن بشر بن الحكم: ابن حبيب بن مهران العبدی، أبو محمد النيسابوری۔ سمع ابن عيينة، ويحيى القطان، وموسى بن عبد

(1) ۳۱۸/۱

(2) الترغیب والترهیب للمنذری، ص: ۱۳۵، دار صادر، بیروت، مکمل

(3) الترغیب والترهیب للمنذری، ص: ۱۳۵، دار صادر، بیروت، مکمل

العزيز، وغيرهم۔ وروى عنه: البخارى، ومسلم، وأبو داود، وابن ماجة، وأبو حاتم، وجماعة آخرون. وقال صالح بن محمد: صدوق. وقال الحاكم: العالم ابن العالم ابن العالم. توفى سنة ستين ومائتين. (1)

وموسى بن عبد العزيز: أبو شعيب اليمانى العدنى القنبارى. سمع: الحكم بن أبان العدنى. روى عنه: عبد الرحمن بن بشر بن الحكم، ومحمد بن أسد. قال ابن معين: ما أرى به بأساً. (2)

والحكم بن أبان: العدنى، وعكرمة: مولى ابن عباس. (3)

شارح ابوداود حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وانما ذكر بألفاظ مختلفة تقريراً وتأكيداً و تحريضاً وتأييداً على الاستماع اليه والمواظبة عليه (اذا أنت فعلت ذلک) أى ما ذكر من عشر خصال، والمراد بالخصال العشر، هو أنواع الذنوب المعدودة الخ... (صغيره وكبيره) ولعل المراد بالكبير ما هو من أفراد الصغائر فان الصغائر فى أفرادها تشكيک الخ. (4)

مولانا محمد منظور نعمانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب 'الخصال المکفرۃ' میں ابن الجوزیؒ کا رد کرتے ہوئے صلاۃ التسبیح کی روایات اور ان کی سندی حیثیت پر تفصیل سے کلام کیا ہے اور ان کی بحث کا حاصل یہ ہے کہ یہ حدیث کم از کم 'حسن' یعنی صحت کے لحاظ سے دوم درجے کی ضرور ہیں اور بعض تابعین وتبع تابعین حضرات سے اس کا پڑھنا اور اس کی فضیلت بیان کرکے لوگوں کو اس کی ترغیب دینا بھی ثابت ہے اور یہ اس کا واضح ثبوت ہے کہ ان حضرات کے نزدیک بھی صلاۃ التسبیح کی تلقین اور ترغیب کی حدیث

(1) انظر ترجمته فی: تهذيب الكمال: ۳۷۶۵/۱۶ (2) المصدر السابق: ۶۲۷۹/۲۹

(3) شرح سنن أبى داود لبدر الدين العينى رحمہ اللہ: ۱۹۸/۵، مكتبة الرشد، رياض

(4) بذل المجهود: ۴۴۷/۷، دار الكتب العلمية، بيروت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت تھی اور زمانہ مابعد میں تو اسے پڑھنا اکثر صالحینِ امت کا معمول رہا ہے۔(1)

علامہ ابن الجوزیؒ جن کا تشدد احادیث کے بارے میں مشہور و معروف ہے، وہ بہت سی ایسی حدیثوں کو بھی موضوع کہہ دیتے ہیں جو دوسرے محدثین کے نزدیک ثابت ہیں۔(2)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ بھی اس نماز کے قائل ہیں، موصوف اس نماز کے متعلق ایک خاص نکتہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے رقم فرماتے ہیں (جس کا حاصل یہ ہے):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازوں (خاص کر نفلی نمازوں) میں بہت سے اذکار اور دعائیں ثابت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے جو بندے ان اذکار و دعاؤں پر قابو یافتہ نہیں ہیں کہ اپنی نمازوں میں ان کو پوری طرح شامل کرسکیں اور اس وجہ سے ان اذکار و دعا والی کامل نمازوں سے وہ محروم رہتے ہیں، ان کے لیے یہی صلاۃ التسبیح ان کامل ترین نمازوں کے قائم مقام ہو جاتی ہے، کیوں کہ اس میں اللہ کے ذکر اور تسبیح وتحمید کی بہت بڑی مقدار شامل کر دی گئی ہے اور چوں کہ اس میں ایک ہی طرح کے کلمات بار بار پڑھے جاتے ہیں، اس لیے عوام کے لیے بھی اس نماز کا پڑھنا مشکل نہیں ہے۔(3)

اس حدیث کے انکار کی وجہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

---

(1) معارف الحدیث: ۳/۲۲۵، دار الاشاعت، کراچی، بتغیر

(2) حاشیۃ معارف الحدیث: ۳/۲۲۵، دار الاشاعت، کراچی، بتغیر

(3) معارف الحدیث: ۳/۲۲۵، دار الاشاعت، کراچی، بتغیر

بعض علماء نے اس وجہ سے اس حدیث کا انکار کیا ہے کہ اتنا زیادہ ثواب صرف چار رکعت پر مشکل ہے، بالخصوص کبیرہ گناہوں کا معاف ہونا لیکن جب روایت بہت سے صحابہؓ سے منقول ہیں، تو انکار مشکل ہے۔ البتہ دوسری آیات اور احادیث کی وجہ سے کبیرہ گناہوں کی معافی کے لیے توبہ شرط ہوگی۔(1)

صلاۃ التسبیح کی فضیلت عام ہے

بعض لوگوں کو اس حدیث کے الفاظ سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ اس میں مخاطب تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں، تو یہ حکم عام کیسے ہوا؟

جواب اس کا یہ ہے کہ بھلے ہی اس حدیث میں مخاطب حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہوں، لیکن اصول کا مسئلہ ہے کہ جو حکم ایک شخص کے لیے ہو، وہ حکم سب کے لیے ہوتا ہے۔ بہ شرط یہ کہ کوئی دلیل تخصیص کی موجود نہ ہو۔ چناں چہ ابوالیسر کی حدیث میں ہے:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ(2)

بے شک! نیکیاں برائیوں کو دفع کر دیتی ہیں۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری امت میں سے جو اس پر عمل کرے، اس کے حق میں اس آیت کی فضیلت عام طور پر ثابت ہے۔ بس اسی طرح صلاۃ التسبیح کو سمجھنا چاہیے۔(3)

گنہگاروں کو پکارتی خدا کی رحمت

ارشادِ ربانی ہے:

---

(1) فضائل ذکر: ۱۷۴، ادارہ اشاعت دینیات، دھلی (2) سورۃ ھود: ۱۴

(3) فتاویٰ عزیزی: ۲۷۶، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، اردو، بتغیر

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ (1)

(اے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بندوں سے) کہہ دیجیے کہ اے میرے بندو! (تم میں سے) جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ بے شک وہ (اللہ) تو (توبہ کر لینے پر) تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ بے شک وہ بخشنے والا، بہت رحم کرنے والا ہے۔

ایک مقام پر ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ تَوۡبَۃً نَّصُوۡحًا ؕ عَسٰی رَبُّکُمۡ اَنۡ یُّکَفِّرَ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ وَ یُدۡخِلَکُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ۙ (2)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے حضور صاف دل سے توبہ کرو۔ امید (رکھو) کہ وہ تمھارے گناہ تم سے دور کر دے گا اور عنقریب تمھیں ایسی جنت میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔

نیز ارشاد فرمایا:

وَ تُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا اَیُّہَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۱﴾ (3)

اور اے مومنو! تم سب اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو، شاید (تمھارے گناہ معاف کر دیے جائیں اور) تم فلاح پاؤ۔

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کی نہ صرف توبہ قبول کرتا ہے بلکہ ان کے سیئات کو حسنات سے بدل دیتا ہے۔

سورۃ الفرقان میں ارشاد ہے:

وَ الَّذِیۡنَ لَا یَدۡعُوۡنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ وَ لَا یَقۡتُلُوۡنَ النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ

(1) سورۃ الزمر: ۵۳ (2) سورۃ التحریم: ۸

(3) سورۃ النور: ۳۱

اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓىِٕكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۷۰﴾ (1)

اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور جس جاندار کو مار ڈالنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، ان کو قتل نہیں کرتے، مگر (شریعت کے موافق) جائز طریقے پر، اور بدکاری نہیں کرتے (وہ سچے ایمان والے ہیں) ---اور جو یہ کام کرے گا، سخت گناہ میں مبتلا ہوگا۔ قیامت کے دن اس کو دونا عذاب ہوگا اور وہ ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ اس میں رہے گا، مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عملِ صالح کیے، تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ازخود دعاؤں کی قبولیت کا وعدہ بھی فرمایا ہے:

وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ (2)

اور تمھارے رب نے کہا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو! میں تمھاری (دعا ضرور) قبول کروں گا۔

نہایت شفقت کے ساتھ مزید ارشاد ہے:

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ (3)

اور (اے پیارے نبی!) جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں، تو آپ (ان سے کہہ دیجیے) میں تو (ان کے) پاس ہوں۔ جو کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے، تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں، تو انھیں چاہیے کہ میرے

(1) سورۃ الفرقان: ۶۸-۷۰ (2) سورۃ المؤمن: ۶۰

(3) سورۃ البقرۃ: ۱۸۶

حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ رشد و ہدایت پائیں۔

ایک مقام پر دو ٹوک الفاظ میں یوں ارشاد فرمایا:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ (1)

اگر تم ان کبائر سے بچتے رہو گے، جن سے تمھیں ہم نے روکا ہے، تو ہم تمھارے (نامۂ اعمال) سے ان برائیاں ختم کر دیں گے اور تمھیں عزت کی جگہ (یعنی جنت میں) داخل کریں گے۔

معلوم ہوا، کبائر سے اجتناب کے نتیجے میں صغائر کو باری تعالیٰ محض اپنے لطف و کرم سے معاف فرما دیتے ہیں۔

مغفرت کا وعدہ

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے:

انما وعد اللہ المغفرۃ لمن اجتنب الکبائر. (2)

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے، جو لوگ گناہِ کبیرہ سے بچتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے:

الکریم ھو الحسن فی الجنۃ. (3)

ہم تمھارے صغیرہ گناہ بخش دیں گے اور 'کریم' سے مراد جنت میں بہتر جگہ ہے۔

قرآن کریم کا مخصوص اندازِ بیان یہ ہے کہ جب کسی جرم پر سزا سے ڈرایا جاتا

(1) سورۃ النساء: ۳۱ (2) الدر المنثور: ۴/۲/۴۷۲

(3) الدر المنثور: ۴/۲/۴۷۲، ابن المنذر: ۱۶۷۶

ہے، جسے ترہیب کہتے ہیں، تو اس کے ساتھ ترغیب کا پہلو بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ جو شخص اس جرم سے باز آئے گا، اس کے لیے یہ انعامات و درجات ہیں۔ اس آیت میں بھی ایک خاص انعامِ خداوندی ذکر کر کے ترغیب دی گئی ہے، وہ یہ کہ اگر تم بڑے گناہوں سے بچ گیے تو تمھارے چھوٹے چھوٹے گناہوں کو ہم خود معاف کر دیں گے اور اس طرح تم ہر طرح کے بڑے چھوٹے (صغیرہ و کبیرہ) گناہوں سے پاک ہو کر عزت و راحت کے اس مقام میں داخل ہو سکو گے، جس کا نام جنت ہے۔(1)

گناہوں کی قسمیں

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا؛ گناہوں کی دو قسمیں ہیں: (۱) کچھ کبیرہ یعنی بڑے گناہ اور (۲) کچھ صغیرہ یعنی چھوٹے گناہ۔ مذکورہ آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص ہمت کر کے کبیرہ گناہوں سے بچ جائے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ (اس کی برکت سے) اس کے صغیرہ گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔ خیال رہے! کبیرہ گناہوں سے بچنے میں یہ بھی داخل ہے کہ تمام فرائض و واجبات کو ادا کرے۔ کیوں کہ فرض و واجب کا ترک کرنا خود ایک کبیرہ گناہ ہے۔ تو حاصل یہ ہوا کہ جو شخص اس کا پورا اہتمام کرے کہ تمام فرائض و واجبات ادا کرے اور تمام کبیرہ گناہوں سے اپنے آپ کو بچا لے، تو حق تعالیٰ اسے، اس کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ کر دیں گے۔(2)

اس سے معلوم ہوا کہ فرائض و واجبات کا ترک کسی صورت میں جائز نہیں۔

اعمالِ صالحہ صغیرہ گناہوں کا کفارہ

حج و عمرہ سے گناہوں کی معافی کی بابت علامہ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

(1) معارف القرآن: ۲/۳۸۲، بتغیر

(2) معارف القرآن: ۲/۳۸۳-۳۸۴، کتب خانہ نعیمیہ، دیو بند، بتغیر

--- العارضة ما قدمناه فی غیر موضع ان هذه الطاعات انما تکفر الصغائر فأما الکبائر فلاتکفرها الا الموازنة لأن الصلاة لاتکفرها، فکیف العمرة والحج وقیام رمضان، ولکن هذه الطاعات ربما أثرت فی القلب فأورثت توبة تکفر کل خطیئة. (1)

ہم نے ایک سے زیادہ جگہ یہ بات لکھی ہے کہ طاعات سے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے، نہ کہ کبیرہ گناہوں کا۔ نماز (جیسی عبادت بھی) کبیرہ گناہوں کا کفارہ نہیں بنتی تو عمرہ وحج اور قیامِ رمضان کیسے کبیرہ گناہوں کا کفارہ بن سکتے ہیں؟ البتہ یہ عبادتیں بسا اوقات دل پر ایسی اثر انداز ہوتی ہیں کہ ان کی بدولت بندے کو سچی توبہ کی توفیق مل جاتی ہے اور یہ توبہ اس کے تمام (صغیرہ وکبیرہ) گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔

بس بالکل یہی بات ہم صلاۃ التسبیح کے متعلق عرض کرنا چاہتے ہیں۔ بھلا جب فرض نماز اور حج جیسی عظیم عبادت سے بھی کبیرہ گناہ، توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے، تو ان کے مقابلے میں صلاۃ التسبیح بطور ایک نفل نماز، ایک بہت ادنیٰ چیز ہے۔

اعمالِ صالحہ صغیرہ گناہوں کا کفارہ کب ہوتے ہیں

آگے یہ وضاحت بھی ذہن نشین کرتے چلیں:

اعمالِ صالحہ کے ذریعے گناہوں کا کفارہ ہونا جو روایاتِ حدیث میں مذکور ہے، اس سے مراد صغیرہ گناہ ہیں اور کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ صغیرہ کی معافی کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ آدمی ہمت اور کوشش کر کے کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔ اگر کوئی شخص کبیرہ گناہوں میں مبتلا رہتے ہوئے وضو اور نماز ادا کرتا رہے، تو محض وضو، نماز یا دوسرے اعمالِ صالحہ اس کے صغیرہ گناہوں کا بھی کفارہ نہیں ہوں گے اور کبیرہ تو اپنی جگہ ہیں ہی۔ اس لیے کبیرہ گناہوں کا ایک بہت بڑا ضرر رخودان

(1) عارضة الاحوذی: ۲۶/۴، دار الکتب العلمیة، بیروت

گناہوں کا وجود ہے، جس پر قرآن واحادیث کی شدید وعیدیں آئی ہیں اور وہ بغیر سچی توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ اس کے علاوہ دوسری محرومی یہ بھی ہے کہ ان کی وجہ سے چھوٹے گناہ بھی معاف نہیں ہوتے اور یہ شخص محشر میں کبائر وصغائر کے بوجھ میں لدا حاضر ہوگا اور کوئی اس وقت اس کا بوجھ ہلکا نہ کر سکے گا۔(1)

صغائر کا کفارہ ہونے کا مطلب

کفارہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اعمالِ صالحہ کو صغیرہ گناہوں کا کفارہ بنا کر اس کا حساب بیباق کر دیں گے اور بجائے عذاب کے ثواب اور بجائے جہنم کے جنت نصیب ہوگی.......... جیسے احادیثِ صحیحہ میں وارد ہے کہ جب کوئی شخص نماز کے لیے وضو کرتا ہے، تو (یہ عمل) ہر عضو کے دھونے کے ساتھ ساتھ گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔ چہرہ دھویا تو آنکھ، کان، ناک وغیرہ کے گناہوں کا کفارہ ہوگیا۔ کلی کرلی تو زبان کے گناہوں کا کفارہ ہوگیا۔ پاؤں دھوئے، تو پاؤں کے گناہ دھل گیے، پھر جب وہ مسجد کی طرف چلتا ہے، تو ہر قدم پر گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔(2)

کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے

صغائر تو اس طرح نیکیوں سے معاف ہوتے رہتے ہیں، لیکن کبائر بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے، اسی لیے امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

قال: مالکم والکبائر، وقد وعدتم المغفرۃ فیما دون الکبائر. (3)

(1) ماخوذ از معارف القرآن: ۲/ ۳۸۳-۳۸۴، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، بتغیر

(2) معارف القرآن: ۲/ ۳۸۳، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند

(3) الدر المنثور: ۴/ ۳۵۶، ابن المنذر: ۱۶۷۴

تمھیں کبیرہ گناہوں سے کیا سروکار، جب کہ تم سے گناہِ صغیرہ کی معافی کا وعدہ کیا گیا ہے۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، جو آدمی گناہِ کبیرہ سے بچتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مغفرت کا وعدہ کیا ہے۔ ہمارے سامنے یہ بات بیان کی گئی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اجتنبوا الکبائر، وسدِّدوا، وأبشروا. (1)

کبیرہ گناہوں سے بچو، درست اعمال کرو اور تمھیں (جنت کی) بشارت ہو۔

تمام گناہوں سے توبہ کرنا فرض عین ہے

بہجۃ الناظرین شرح ریاض الصالحین میں ہے:

وھی فرض عین علی کل مسلم نصاً بالکتاب والسنۃ والاجماع وبالضرورۃ العقلیۃ. (2)

تمام گناہوں سے توبہ کرنا ہر مسلمان پر کتاب، سنت، اجماع اور ضرورتِ عقلیہ کے نص کے مطابق فرض ہے۔

علماء نے فرمایا ہے:

التوبۃ واجبۃ من کل ذنب، فان کانت المعصیۃ بین العبد وبین اللہ تعالیٰ لا تتعلق بحق آدمی فلھا ثلاثۃ شروط: أحدھا أن یقلع عن المعصیۃ والثانی أن یندم علی فعلھا، والثالثہ أن یعزم أن لا یعود الیھا أبداً، فان فقد أحد الثلاثۃ لم تصح توبتہ، وان کانت المعصیۃ تتعلق بآدمی فشروطھا أربعۃ ھذہ الثلاثۃ وأن یبدأ من حق صاحبھا۔ فان کانت ما لاً أو نحوہ ردہ إلیہ، وإن کان۔۔۔ ویجب أن یتوب من جمیع الذنوب، فإن تاب من بعضھا صحت

(1) الدر المنثور: ۳۵۷/۴، ابن جریر: ۶۶۰/۶

(2) بہجۃ الناظرین: ۵۰/۱، دار ابن الجوزیۃ، للأبی اسامۃ سلیم بن عبد الھلالی

توبته عند أهل الحق من ذلک الذنب وبقی علیه الباقی. وقد تظاهرت دلائل الکتاب، والسنة، واجماع الأمة علی وجوب التوبة.(1)

ہر گناہ سے توبہ کرنا فرض ہے۔ پھر اگر گناہ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے اور کسی بندہ کا حق اس سے متعلق نہیں ہے تو اس سے توبہ کی تین شرطیں ہیں: (۱) گناہ کو ترک کر دینا (۲) کیے ہوئے گناہ پر شرمندہ ہونا اور (۳) آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم کرنا۔ اگر ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہوئی تو توبہ 'توبہ' نہیں کہلائے گی اور اگر گناہ کا تعلق بندہ سے متعلق ہے تو پھر توبہ کی ایک اور شرط ہے، وہ یہ کہ حق والے کا حق ادا کرے-- تمام گناہوں سے توبہ واجب ہے۔ اگر کسی نے بعض گناہوں سے توبہ کی (اور بعض سے نہیں)، تو اہل حق کے نزدیک اس گناہ سے اس کی توبہ درست شمار کر لی جائے گی اور باقی گناہ اس کے ذمے باقی رہیں (جن سے توبہ نہیں کی ہے)۔ توبہ کے لزوم پر کتاب وسنت اور اجماعِ امت کے بے شمار دلائل ہیں۔

توبہ سے ذنوب معاف ہوتے ہیں حقوق نہیں

ایک نہایت اہم بات اور یاد رکھنی چاہیے کہ توبہ سے کسی کے حقوق (خواہ ان کا تعلق خاص اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہو یا اس کے بندوں سے) معاف نہیں ہوتے، بلکہ ذنوب معاف ہوتے ہیں، جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت فرمائی ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ حج سے گناہ معاف ہونے کے ذیل میں فرماتے ہیں:

هو مخصوص بالمعاصی المتعلقة بحقوق الله خاصة دون العبادة ولا تسقط الحقوق أنفسها فمن کان علیه صلاة أو کفارة ونحوها من حقوق الله تعالی لا تسقط عنه لانها حقوق لا ذنوب۔ انما الذنوب تأخیرها، فنفس التأخیر یسقط بالحج لا هی أنفسها فلو آخرها بعده تجدد اثم آخر فالحج

---

(1) ریاض الصالحین: ۱/۴۹-۵۰، القاهرة

المبرور یسقط اثم المخالفة لا الحقوق. (1)

یہ حکم صرف ان گناہوں کا ہے، جن کا تعلق خاص طور پر حقوق اللہ سے ہے نہ کہ حقوق العباد سے۔ پھر اس سے حقوق اللہ بھی بندے سے ساقط نہیں ہوں گے (بلکہ گناہ معاف ہوں گے)۔ مثلاً اگر کسی کے ذمے قضا نماز یا کسی چیز کا کفارہ واجب ہو یا اللہ کا کوئی اور حق باقی ہو تو یہ حقوق اس سے ساقط اور معاف نہیں ہوں گے۔ کیوں کہ یہ حقوق ہیں، ذنوب (گناہ) نہیں۔ گناہ اور معصیت تو اصل میں ان حقوق کی ادائیگی میں تاخیر کرنا ہے، لہٰذا نفس تاخیر کا گناہ حج کے باعث معاف ہو جائے گا نہ کہ وہ حق۔ (اسی طرح) حج کی ادائیگی کے بعد حقوق کی ادائیگی میں پھر تاخیر کرے گا تو نیا گناہ ہوگا۔ پس حجِ مبرور سے مخالفت کا گناہ ساقط ہو جاتا ہے نہ کہ حق۔

جاننا چاہیے کہ جو لوگ صلاۃ التسبیح جیسی عبادت کرنے کے بعد یہ خیال کرتے ہیں کہ اب انھیں فرض نمازیں پڑھنے یا دیگر احکامات پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں رہی کہ اس پر صغیرہ وکبیرہ تمام ہی گناہوں کی معافی کا وعدہ ہے، تو یہ ان کی کج فہمی کا نتیجہ ہے یا کم فہمی کا۔ امام ترمذیؒ کے اس اقتباس سے یہ بخوبی واضح ہو گیا کہ احکامات اور حقوق کی ادائیگی ہر حال میں ضروری ہے۔

کبیرہ گناہ سے کیا مراد ہے

علماءِ امت نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، یہاں ہم مختصراً ذکر کرتے ہیں:

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابوالولید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے، میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا، تو انھوں نے ارشاد فرمایا:

---

(1) ارشاد الساری شرح صحیح البخاری: ۳/۷۹، المطبعة الکبری الامیریة، مصر

كل شيء عصى الله فيه، فهو كبيرة. (1)

جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو، وہ کبیرہ گناہ ہے۔

حضرت ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

كل ما وعد الله عليه النار. (2)

گناہِ کبیرہ سے مراد وہ گناہ ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے آگ کی دھمکی دی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

الكبائر كل ذنب ختمه الله بنار أو غضب أو لعنة أو عذاب. (3)

گناہِ کبیرہ سے مراد وہ گناہ ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے آگ، غضب، لعنت اور عذاب کا فیصلہ کیا ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كل ذنب نسبه الله الى النار فهو من الكبائر. (4)

ہر وہ گناہ، جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے آگ کی طرف کی ہے، وہ گناہِ کبیرہ میں سے ہے۔

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے:

الكبائر كل موجبة أوجب الله لأهلها النار، وكل عمل يقام به الحد فهو من الكبائر. (5)

ہر وہ گناہ، کبیرہ ہے، جس کے مرتکب پر اللہ تعالیٰ نے آگ کا فیصلہ کیا ہے اور ہر وہ گناہ؛ جس پر حد جاری ہوتی ہے، وہ بھی گناہِ کبیرہ ہے۔

(1) الدر المنثور: ۳۵۸/۴، ابن جریر: ۶۵۲/۶

(2) الدر المنثور: ۳۵۸/۴، ابن ابی حاتم: ۵۲۱۵

(3) الدر المنثور: ۳۵۸/۴، شعب الایمان للبیهقی: ۲۹۰

(4) الدر المنثور: ۳۵۸/۴، ابن جریر: ۶۵۳/۶

(5) الدر المنثور: ۳۵۸/۴، ابن جریر: ۶۵۳/۶

گناہِ صغیرہ کب کبیرہ بن جاتے ہیں

قارئین سابقہ اوراق میں ملاحظہ فرما چکیں ہیں کہ صغیرہ گناہ عامۃً نیکیوں کے طفیل معاف ہوتے رہتے ہیں، لیکن اگر ان پر اصرار کیا جائے تو پھر ان کی معافی تو کجا، ان کی شناعت اور بڑھ جاتی ہے اور یہ بڑھ کر کبیرہ کے حکم میں داخل ہوجاتے ہیں۔

امام بیہقیؒ نے حضرت قیس بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے نقل کیا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

كل ذنب أصر عليه العبد كبيرٌ، وليس بكبير ماتاب عنه العبد. (1)

ہر وہ گناہ، جس پر بندہ اصرار کرے، وہ کبیرہ ہے اور جس سے توبہ کرلے وہ کبیرہ نہیں۔

گناہِ کبیرہ وصغیرہ کی تقسیم اور ان کی تعریفات کے ساتھ ساتھ یہ بھی خوب سمجھ لیجیے کہ مطلق گناہ نام ہے؛ ہر ایسے کام کا، جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور مرضی کے خلاف ہو۔ اسی سے آپ کو یہ اندازہ بھی ہوجائے گا کہ اصطلاح میں جس گناہ کو صغیرہ یعنی چھوٹا کہا جاتا ہے، درحقیقت وہ بھی چھوٹا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کی مرضی کی مخالفت ہر حالت میں نہایت سخت وشدید جرم ہے۔ اسی حیثیت سے امام الحرمین اور بہت سے علماءِ امّت نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نافرمانی اور اس کی مرضی کی مخالفت کبیرہ ہی ہے --- کبیرہ اور صغیرہ کا فرق، صرف گناہوں کے باہمی مقابلہ اور موازنہ کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔

اس معنی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے:

جس کام سے شریعتِ اسلام میں منع کیا گیا ہے، وہ سب کبیرہ گناہ ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس گناہ کو اصطلاح میں صغیرہ یا چھوٹا کہا جاتا ہے، اس کے یہ معنی کسی کے نزدیک نہیں ہیں کہ ایسے گناہوں کے ارتکاب میں غفلت یا سستی برتی

(1) شعب الایمان للبیہقی: ۷۱۴۹، الدر المنثور: ۳۵۹/۴

جائے اور ان کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کیا جائے، بلکہ صغیرہ گناہ، بے باکی اور بے پرواہی کے ساتھ کیا جائے، تو وہ بھی کبیرہ ہو جاتا ہے۔

کسی بزرگ نے فرمایا:

چھوٹے گناہ اور بڑے گناہ کی مثال محسوسات میں ایسی ہے، جیسے چھوٹا بچھو اور بڑا بچھو۔ یا آگ کے بڑے انگارے اور چھوٹی چنگاری۔ انسان ان دونوں میں سے کسی ایک کی بھی تکلیف برداشت نہیں کرسکتا۔

اسی لیے محمد بن کعب قرطبیؒ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ گناہوں کو ترک کر دیا جائے، جو لوگ نماز، تسبیح کے ساتھ گناہوں کو نہیں چھوڑتے، ان کی یہ عبادت (بھی) مقبول نہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

تم جس قدر کسی گناہ کو ہلکا سمجھوگے، اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا جرم ہو جائے گا۔

سلفِ صالحینؒ نے فرمایا ہے:

ہر گناہ کفر کا قاصد ہے، جو انسان کو کافرانہ اعمال و اخلاق کی طرف دعوت دیتا ہے۔(1)

مذکورہ بالا اقوال سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک گناہ؛ خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ -- اسے کس درجہ شنیع سمجھا جاتا تھا! اور کیوں نہ ہو اس احکم الحاکمین کی کوئی بھی نافرمانی بھلا کیسے چھوٹی ہو سکتی ہے؟

حقوق کی معافی مشیتِ الٰہی پر موقوف ہے

امام بیہقی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں:

(1) ماخوذ از معارف القرآن: ۳۸۳/۲، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، بتغیر

أن رسول اللهﷺ دعا عشية عرفة لأمته بالمغفرة والرحمة، فأكثر الدعاء فأوحى الله اليه أني قد فعلت الا الظلم بعضهم بعضاً، وأما ذنوبهم فيما بينهم وبيني قد غفرتها، فقال: يا رب انك قادر على أن تثيب هذا المظلوم خيراً من ظلمته، وتغفر لهذا الظالم۔ فلم يجبه تلك العشية فلما كان غداة المزدلفة أعاد الدعاء فأجابه أني قد غفرت لهم۔ قال فتبسم رسول اللهﷺ، فقال له بعض اصحابه يا رسول اللهﷺ تبسمت في ساعته لم تكن تبسم فيها، قال: تبسمت عن عدو الله ابليس أنه لما علم أن الله تعالىٰ قد استجاب لي في امتي أهوى يدعوا بالويل والثبور ويحثو التراب على رأسه. (1)

رحمۃ للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی رات میں اپنی امت کے لیے مغفرت کی دعا کی اور بہت کثرت سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی؛ میں نے آپ کی دعا قبول کرلی۔ سوائے ان بندوں کے، جولوگ آپس میں ظلم کرتے ہیں۔ میرے اور میرے بندوں کے درمیان جو گناہ ہیں، وہ میں نے معاف کر دیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! آپ اس پر قادر ہیں کہ اس مظلوم کو اس پر کیے گیے ظلم سے بہتر بدلہ عنایت فرمادیں اور اس ظالم کی بھی مغفرت فرمادیں۔ لیکن اس رات یہ فریاد قبول نہیں ہوئی۔ پھر مزدلفہ کی صبح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمالیا (اور وحی نازل ہوئی کہ) میں نے ان (ظالموں) کی مغفرت فرمادی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر تبسم فرمایا۔ بعض صحابہ کرامؓ نے تعجب کے ساتھ آپ سے تبسم کی وجہ دریافت کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اللہ کے دشمن ابلیس کو دیکھ کر مسکرایا۔ اسے جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے حق میں میری دعا قبول فرمالی، تو وہ رونے اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا۔

(1) شعب الایمان للبیہقی: ۳۴۶

علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وھذا الحدیث لہ شواھد کثیرۃ وقد ذکرناھا فی کتاب 'البعث' فان صح بشواھدہ ففیہ الحجۃ وان لم یصح فقد قال اللہ عز وجل ﴿ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء﴾(1) وظلم بعضھم بعضاً دون الشرک. (2)

اس حدیث کے بہت سے شواہد ہیں، جس کو ہم نے 'البعث' نامی کتاب میں ذکر کر دیا ہے۔ پس اگر یہ حدیث اپنے شواہد کی بنا پر صحیح ہو تو اس میں حجت ہے اور اگر صحیح نہ بھی ہو تب بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ شرک کو تو معاف نہیں فرمائے گا، اس کے سوا جس گناہ کو چاہے گا معاف فرما دے گا اور لوگوں کے درمیان آپس (کے حقوق مار لینے) کا ظلم بھی بہرحال شرک کے سوا ہے۔

اس حدیث سے یہ اشارہ ملا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جو کہ اپنے بندوں پر نہایت رحیم و کریم ہے، اس سے یہ بھی بعید نہیں کہ بندے کے اخلاص پر اس کی دریائے رحمت جوش میں آجائے اور بندوں کے ذنوب کے ساتھ ساتھ حقوق بھی معاف کر دیے جائیں۔ یوں تو یہ عام قاعدہ کے خلاف ہے، لیکن اس ربِّ کائنات کو اختیار تو اس کا بھی حاصل ہے۔ ممکن ہے کہ اس پر کسی کے ذہن میں یہ اشکال پیدا ہو کہ ایسا ہونے پر صاحبِ حق کا حق مارا جائے گا اور یہ اس پر ظلم شمار ہوگا اور اللہ کی ذات ظالم نہیں! تو یہ بالکل صحیح بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کریم ذات کسی پر ظلم نہیں کرتی لیکن ایسا بھی تو ممکن ہے کہ عام قاعدہ کے خلاف باری تعالیٰ صاحبِ حق کو اپنے خزانے سے اس کا حق دے کر راضی کر دے، پھر تو کوئی اشکال ہی نہیں رہا۔ لیکن یہ معاملہ کس خوش نصیب کے ساتھ پیش آئے اس کی علم نہیں، اس لیے ہر وقت انسان کو گناہ کے ارتکاب سے ڈرتے رہنا اور بتقاضائے بشریت گناہ کے صادر ہو جانے پر فوراً توبہ کرنا لازم ہے۔

(1) سورۃ النساء: ۴۸، ۱۱۶

(2) شعب الایمان: ۱/۳۰۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

ساتھ ہی اہل السنۃ والجماعت اور احناف کے اکابرینؒ کا مسلک بھی ذہن نشین رہے:

ولكن نقول من عمل حسنة بشرائطها خالية عن العيوب المفسدة، والمعاني المبطلة، ولم يبطلها حتى خرج من الدنيا، فإن الله تعالىٰ لا يضيعها بل يقبلها منه ويثيبه عليها، وما كان من السيئات دون الشرك والكفر، ولم يتب عنها حتى مات مؤمناً، فإنه في مشية الله تعالىٰ إن شاء عذبه وإن شاء عفا عنه ولم يعذبه بالنار أبداً. (1)

بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو شخص کوئی نیکی کرے گا اس کی سب شرطیں ملحوظ رکھتے ہوئے، اور وہ نیکی ان عیوب سے خالی ہو جو نیکی کو برباد کرنے والے ہیں، پھر وہ شخص اپنی نیکی کو کفر وارتداد کے ذریعہ، اور اخلاقِ سیئہ کے ذریعہ برباد نہ کرے، یہاں تک کہ دنیا سے بحالتِ ایمان گذر جائے، تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی نیکی کو ضائع نہیں فرمائیں گے، بلکہ اس کی وہ نیکی قبول فرمائیں گے، اور اس کو اس پر ثواب عطا فرمائیں گے، اور جو برائیاں شرک وکفر سے نیچے درجہ کی ہیں اور جن سے برائیاں کرنے والے نے توبہ نہیں کی ہے، یہاں تک کہ وہ دنیا سے بحالتِ ایمان گذر گیا، تو اس کا معاملہ اللہ کی مشیت میں ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو دوزخ کی سزا دیں گے، اور اگر چاہیں گے تو اس سے درگذر فرمائیں گے، اور اس کو دوزخ کی سزا بالکل نہیں دیں گے۔

توبہ کے فضائل اور بشارتیں

احادیثِ مبارکہ میں توبہ کی فضیلت میں بے شمار فضائل وارد ہوئے ہیں، یہاں نہایت اختصار کے ساتھ عرض ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

(1) شرح الفقه الأكبر: ۱۸

من تاب قبل أن تطلع الشمس من مغربها تاب اللہ علیه. (1)

جو شخص اس سے پہلے پہلے توبہ کرتا ہے کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی ایک روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لو أخطأتم حتی تبلغ السماء ثم تبتم لتاب اللہ علیکم. (2)

اگر تمھاری خطائیں اتنی ہو جائیں کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں، پھر تم توبہ کرو۔ تو بھی اللہ تعالیٰ تمھیں ضرور معاف کر دے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کل ابن آدم خطاء، و خیر الخطائین التوابون. (3)

آدم کی کل اولاد خطا وار ہے، لیکن ان میں سب سے بہتر خطا کرنے والے وہ ہیں، جو خطا کے بعد توبہ کر لیں۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ یقبل توبة العبد ما لم یغرغر. (4)

بے شک! اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتے ہیں، جانکنی کا وقت شروع ہونے سے پہلے پہلے۔

بلکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو یہاں تک روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

(1) مسلم: ۲۷۰۳ (2) ابن ماجہ: ۴۲۴۸، الترغیب: ۴۵۹۱، باسناد جید

(3) الترمذی: ۲۵۰۱، ابن ماجۃ: ۴۲۵۱، الترغیب: ۴۵۹۶، وقال الحاکم: صحیح الاسناد

(4) ابن ماجۃ: ۴۲۵۳، الترمذی: ۳۵۳۷، وقال الترمذی: حدیث حسن

والذی نفسی بیدہ! لو لم تذنبوا الذھب اللہ بکم، ولجاء بقوم یذنبون، فیستغفرون اللہ، فیغفر لھم.(1)

اگر تم میں سے کوئی شخص بھی گناہ نہ کرے، تو اللہ تعالیٰ تم سب کو ہلاک کر دے گا، پھر ایسی قوم لائے گا، جو گناہ کریں گے اور پھر اللہ کے حضور توبہ کریں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ان سب کے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ.(2)

گناہ سے توبہ کر لینے والا ایسا ہے، جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

ان عبداً أصاب ذنباً، فقال: یا ربِ انی أذنبت ذنباً فاغفرہ لی، فقال لہ ربہ: علم عبدی أن لہ رباً یغفر الذنب ویأخذ بہ، فغفر لہ، ثم مکث ما شاء اللہ، ثم أصاب أصاب ذنباً آخر، وربما قال: ثم أذنب ذنباً آخر، فقال: یا رب انی أذنبت ذنباً آخر فاغفرہ لی۔ قال ربہ: علم عبدی أن لہ رباً یغفر الذنب ویأخذبہ، فغفر لہ، مکث ما شاء اللہ، ثم أصاب ذنباً آخر، وربما قال: ثم أذنب ذنباً آخر، فقال: یا رب انی أذنبت ذنباً فاغفرہ لی، فقال ربہ: علم عبدی أن لہ رباً یغفر الذنب، ویأخذبہ، فقال ربہ: غفرت لعبدی فلیعمل ما شاء.(3)

بے شک! جب کسی بندے سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے، پھر وہ اللہ کے حضور گڑگڑاتا ہے؛ اے اللہ! مجھ سے گناہ ہو گیا، مجھے معاف کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے

(1) مسلم: ۲۷۴۹ (2) ابن ماجۃ: ۴۲۵۰، الترغیب: ۴۶۰۴

(3) الترغیب: ۴۵۹۷، رواہ البخاری ومسلم

ہیں: میرا بندہ جانتا ہے کہ میرا کوئی رب ہے، جو مغفرت بھی کر سکتا ہے اور پکڑ بھی بھی کر سکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتے ہیں۔ پھر وہ اسی طرح توبہ کیے ہوئے رہتا ہے کہ اس سے پھر کوئی گناہ ہو جاتا ہے۔ وہ پھر اللہ کے حضور عرض کرتا ہے؛ اے اللہ! مجھ سے پھر تیری نافرمانی ہو گئی، مجھے معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بے شک! میرے بندے کو معلوم ہے کہ میرا ایک رب ہے، جو مجھے معاف بھی کر سکتا ہے اور میری پکڑ بھی کر سکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتے ہیں۔ پھر وہ اسی حال میں رہتا ہے، جیسا کہ اللہ چاہتے ہیں کہ اس سے پھر کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے۔ وہ پھر اللہ کے حضور گڑگڑاتا ہے اور عرض کرتا ہے: اے اللہ! مجھ سے تیری نافرمانی ہو گئی۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بے شک میرا بندہ جانتا ہے کہ میرا ایک رب ہے، جو مجھے معاف بھی کر سکتا ہے اور پکڑ بھی سکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتے ہیں۔ الخ

صلاۃ التسبیح سے گناہوں کی معافی

اس پوری تفصیل کے بعد ہم اپنے قارئین کی خدمت میں عرض کرنا چاہیں گے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابہ کرامؓ کو بہت اہتمام سے جو نمازِ تسبیح سکھلائی تھی اور ارشاد فرمایا تھا کہ یہ نماز ہر طرح کے چھوٹے بڑے، دانستہ یا نادانستہ، پوشیدہ اور اعلانیہ کیے گئے گناہوں سے چھٹکارے کا ذریعہ بن جاتی ہے اور ساتھ ہی یہ تاکید فرمائی تھی کہ ممکن ہو تو روزانہ، ورنہ ہفتہ میں، ورنہ مہینہ میں، ورنہ سال میں اور یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ اسے ضرور پڑھ لیں۔ بعض لوگوں کو اس مضمون کی روایات پر اشکال ہوتا ہے، بایں وجہ کہ اس میں گناہِ صغیرہ و کبیرہ؛ تمام کی معافی کا ذکر ہے۔ آپ اس سے متعلق خاصی بحث

گذشتہ صفحات میں پڑھ آئے ہیں۔اس پر اعتراض کرنے والوں کو یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ اولاً تو اس کی شرّاح نے توجیہ کی ہے۔ثانیاً اگر یہ الفاظ صحیح سند سے ثابت ہو جائیں،تو بھی اشکال کی کوئی وجہ نہیں،اس لیے کہ باری تعالیٰ خود ہی ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (1)

بے شک!اللہ تعالیٰ شرک کے گناہ کو تو معاف نہیں فرمائیں گے،اس کے سوا جن گناہوں کو چاہیں گے معاف فرما دیں گے۔بھلا اس کے بعد کون ہے جو اس احکم الحاکمین کے دربار میں لب کشائی کرے!

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ ہر انسان،مختلف درجات کے اخلاص کا حامل ہوتا ہے،خدا جانے کون اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ کامل اخلاص کے ساتھ اپنے رب کو راضی کرنے کے لیے یہ چار رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ارحم الراحمین کی دریائے رحمت جوش میں آجائے اور بندہ کے تمام گناہوں کو محو بلکہ نیکیوں سے بدل ڈالے۔**اللّٰھم اجعلنا منھم**

ہاں!یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ یہ اور اس قسم کی روایات ان حضرات کے لیے ہیں،جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں،لیکن شیطان و نفس کے دھوکے میں آکر اللہ کی وسیع رحمت سے نا امید ہوئے بیٹھے ہیں---نہ کہ ان حضرات کے لیے جو بے غیرت ہو کر گناہوں پر جرأت کرتے ہیں اور خدا کی پکڑ سے بے خوف رہتے ہیں پھر اپنے دل کو مناتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو غفور الرحیم ہے۔یاد رکھنا چاہیے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات غفور الرحیم (یعنی بہت زیادہ معاف فرمانے والی) ہے،اسی طرح شدید العقاب (یعنی سخت پکڑ کرنے والی) بھی ہے۔اسی لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کوئی نیکی چھوٹی سمجھ کر چھوڑ و مت،شاید یہی اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب بن جائے اور کوئی گناہ چھوٹا سمجھ کر کرو مت،شاید اسی سے اللہ ناراض ہو جائے۔

(1)سورۃ النساء:۴۸

اخیر میں بڑی لجاجت کے ساتھ دست بدعا ہوں: اے اللہ! ہماری تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے مکمل حفاظت فرما۔ ہمارے تمام گناہوں کو محض اپنے فضل وکرم سے معاف فرما۔ ہماری سیئات کو حسنات سے مبدّل فرما۔ اس کتاب کے لکھنے والے، پڑھنے والے اور کسی بھی طرح سے اس میں حصہ لینے والے، اس کے والدین، اہل و عیال، اساتذہ وتلامذہ--- نیز تمام امت مرحومہ کی مغفرت فرما اور اس علمی، دینی کاوش کا افادہ عام وتام فرما۔ آمین یارب العالمین

اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه

وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه

بندہ ندیم احمد انصاری عفا اللہ عنہ

خادم الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

ومدرسہ نور محمدی، ممبئی

صلاۃ التسبیح کے ضروری احکام و مسائل

صلاۃ التسبیح کا مستحب وقت

صلاۃ التسبیح دن رات میں کبھی بھی پڑھی جاسکتی ہے، جبکہ مکروہ وقت نہ ہو، البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے زوال کے بعد پڑھنا چاہئے۔(1)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ فرماتے ہیں:

اس نماز کا اوقاتِ مکروہہ کے علاوہ باقی دن رات کے تمام اوقات میں پڑھنا جائز ہے، البتہ زوال کے بعد پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ پھر دن میں کسی وقت، پھر رات کو۔(2)

فی الشامیة: صلاۃ التسبیح: یفعلها فی کل وقت لا کراهة فیه أو فی کل یوم أو لیلة مرۃ الخ۔ وقال المعلی: یصلیها قبل الظهر. (3)

صلاۃ التسبیح کا طریقہ

آپ ماقبل میں صلاۃ التسبیح سے متعلق جو روایتیں پڑھ آئے ہیں، ان کے مطابق صلاۃ التسبیح کے دو طریقے ہیں:

ایک طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں حسب دستور سورہ فاتحہ اور سورت پڑھے اور اس کے بعد قیام میں ہی ۱۵/مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے۔ اس کے بعد رکوع کرے اور رکوع کی تسبیح کے بعد یہی کلمہ ۱۰/مرتبہ

(1) سنن ابی داود: ۱۲۹۸، سنن الترمذی: ۴۸۱ (2) فضائلِ ذکر: ۱۷۶

(3) شامی: ۲/۲۷۔۴۷۱ زکریا

پڑھے۔ پھر قومہ میں، پھر پہلے سجدہ میں، پھر جلسہ میں، پھر دوسرے سجدہ میں اور پھر سجدہ سے اٹھ کر قیام سے پہلے جلسۂ استراحت میں بھی ۱۰/مرتبہ یہی کلمہ پڑھے۔ اس طرح ایک رکعت میں ۷۵/مرتبہ یہ کلمہ پڑھا جائے تو چار رکعت میں ۳۰۰/کا عدد پورا ہو جائے گا۔(1)

تیسری اور چوتھی رکعت کے قیام کی تکبیر

مذکورہ بالا طریقے کے مطابق صلاۃ التسبیح پڑھنے کی صورت میں پہلی اور تیسری رکعت کے دونوں سجدوں کے بعد اللہ اکبر کہہ کر بیٹھے گا، اس لیے اس کے بعد دوسری اور چوتھی رکعت کے لیے اٹھتے وقت پھر سے تکبیر نہیں کہی جائے گی۔

سجدہ اور قیام کے درمیان جلوس شرعاً غیر معتبر ہے کجلسۃ الاستراحۃ، لہٰذا سجدے سے قیام تک انتقال حکماً واحد ہے، اس لیے حسبِ قاعدہ ایک انتقال کے لیے ایک ہی تکبیر کہی جائے گی، کیوں کہ تکرارِ تکبیر مشروع نہیں۔(2)

صلاۃ التسبیح کا دوسرا طریقہ

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد سورہ فاتحہ سے پہلے ۱۵/مرتبہ مذکورہ کلمہ پڑھا جائے، اس کے بعد سورہ فاتحہ اور سورت پڑھی جائے، اس کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے، اور آگے وہی ترتیب رہے گی جو پہلے طریقہ میں گزری، البتہ دوسرے سجدہ سے اٹھ کر تسبیحات پڑھنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ ایک رکعت میں ۷۵/کا عدد مکمل ہو گیا۔ اسی طرح ہر رکعت میں کرے۔ بعض روایات میں اس کلمہ کے ساتھ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کا بھی ذکر ہے، اس لئے موقع ہو

---

(1) سنن أبی داود: ۱۲۹۷، المستدرک علی الصحیحین: ۱۱۹۳

(2) مستفاد من احسن الفتاویٰ: ۴۹۱/۳

تو اسے بھی ملا لیں۔(1)

علماء نے ان طریقوں کے بارے میں لکھا ہے کہ کبھی اِس طرح پڑھ لیا کرے اور کبھی اُس طرح۔

قال الشامی بحثاً: قلت: لعله اختارها فی القنیة لهذا لکن علمت أن ثبوت حدیثها یثبتها وان کان فیها ذلک، فالذی ینبغی فعل هذه مرة، وهذه مرة.(2)

مستحب قراءت

اس نماز کے لیے کوئی سورۃ متعین نہیں ہے، جو سورۃ چاہے پڑھ لے۔ لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ سورہ حدید، سورہ حشر، سورہ صف، سورہ جمعہ، سورہ تغابن میں سے چار سورتیں پڑھے۔ بعض حدیثوں میں بیس آیتوں کے بقدر (پڑھنے کا ارشاد) آیا ہے۔ اس لیے ایسی سورتیں پڑھے، جو بیس آیتوں کے قریب قریب ہوں۔ بعض نے اذا زلزلت، والعادیات، تکاثر، والعصر، کافرون، نصر، اخلاص (کے متعلق) لکھا ہے کہ ان میں سے پڑھ لیا کرے۔(3)

فی الشامیة: تتمة: قیل لابن عباس رضی اللہ عنہ هل تعلم لهذه الصلاة سورة؟ قال: التکاثر، والعصر، والکافرون، والاخلاص۔ وقال بعضهم: الأفضل نحو الحدید والحشر، والصف، والتغابن، للمناسبة فی الاسم.(4)

رکوع اور سجدے میں پہلے کون سی تسبیح

رکوع میں رکوع کی تسبیح سبحان ربی العظیم اور سجدے میں سجدے کی تسبیح

(1) سنن الترمذی: ۴۸۱، المستدرک علی لصحیحین: ۱۱۹۸

(2) شامی: ۲/۴۷۱ زکریا (3) فضائل ذکر: ۵۷۱ بتغیر

(4): ۲/۴۷۲ زکریا

سبحان ربی الاعلیٰ پہلے پڑھی جائے گی، اس کے بعد ان کلمات کو پڑھا جائے گا۔

قال: أبو وهب وأخبرني عبد العزيز بن أبي رزمة عن عبد الله أنه قال: يبدأفي الركوع بسبحان ربي العظيم، وفي السجود بسبحان ربي الاعلى، ثلاثاً، ثم يسبح التسبيحات. (1)

قومہ میں ہاتھ باندھنا

صلاۃ التسبیح میں رکوع کے بعد کھڑے ہوکر جب تسبیحات پڑھتے ہیں، اس حالت میں بھی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا چاہیے، اس لیے کہ ہر طویل قیام میں وضع الیدین مسنون ہے۔ اس کلیہ کے تحت صلاۃ التسبیح کے قومہ میں بھی ہاتھ باندھنا مسنون ہوگا۔

قال العلائی رحمه الله تعالیٰ: لا يسن الوضع فی قيام بين ركوع و سجود لعدم القرار ولا بين تكبيرات العيد لعدم الذكر مالم يطل القيام فيضع، سراجية. وقال ابن عابدين رحمه الله تعالیٰ: (قوله لعدم القرار) ليس على اطلاقه لقولهم ان مصلی النافلة ولو سنة ليس له ان يأتي بعد التحميد بالادعية الواردة نحو ملء السمٰوات والارض الخ واللّٰهم اغفرلی و ارحمنی بين سجدتين، نهر. و مقتضاه انه يعتمد بيديه فی النافلة ولم أر من صرح به تأمل لكنه مقتضی اطلاق الاصلين الأمرين و مقتضاه انه يعتمد أيضاً فی صلاة التسابيح ثم رأيته ذكر، والرحمتی والسائحانی بحثاً (قوله ما لم يبطل القيام فيضع) ای فان اطاله لكثرة القوم فانه يضع. (2) **وقال الطحطاوی علیہ الرحمہ: وظاهره يعم ای قيام طال و عليه فيضع فی قيام صلاة التسابيح الذی بين الركوع والسجود.** (3)

---

(1) سنن الترمذی: ۴۸۱

(2) ردالمحتار: ۴۵۵/۱

(3) طحطاوی علی الدر: ۲۱۸/۱، أحسن الفتاوی: ۴۹۲/۳

تسبیح کی گنتی

ان تسبیحوں کو زبان سے ہرگز نہ گنے، کیوں کہ ایسا کرنے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔ انگلیوں کو بند کر کے گننا اور تسبیح ہاتھ میں لے کر گننا جائز ہے، مگر مکروہ ہے۔ صلاۃ التسبیح میں تسبیح کی گنتی کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ انگلیاں جس طرح اپنی جگہ پر رکھی ہیں ویسی ہی رہیں اور ہر کلمہ پر ایک ایک انگلی کو اس کی جگہ ہی پر دباتے رہیں۔(1)

فی القنية: لا یعد التسبیحات بالأصابع ان قدر أن یحفظ بالقلب و الا یغمز الأصابع. (2)

تسبیح میں کمی بیشی کا حکم

صلاۃ التسبیح میں تسبیحات کی تعداد تین سو پوری ہونی چاہیے اور قصداً زیادہ نہ کرنا چاہیے، ورنہ بعض علماء کے قول کے موافق اس نماز کا جو خاص ثواب ہے، وہ فوت ہو جاتا ہے اور اگر سہواً بلا قصد زیادہ پڑھ لی، تو کوئی مضایقہ نہیں۔

کسی رکن میں بھولی ہوئی تسبیح اگلے رکن میں پوری کی جا سکتی ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے، اگر نماز میں اس کا پورا کرنا یاد نہ رہا اور نماز پوری کرنے کے بعد یاد آیا کہ تسبیحات کم پڑھی گئی ہیں، تو اس صورت میں یہ نماز مطلق نفل ہو گئی، اس سے صلاۃ التسبیح کا خاص ثواب حاصل نہ ہوگا۔(3)

کسی رکن کی تسبیح بھول جانا

اگر کسی جگہ یہ تسبیح پڑھنا بھول جائے، تو دوسرے رکن میں اس کو پورا کرلے، البتہ بھولے ہوئے کی قضا رکوع سے اٹھ کر اور دو سجدوں کے درمیان نہ کرے۔ اسی

(1) مستفاد من فضائل ذکر: ۱۷۵ بتغیر (2) شامی: ۲/۴۷۲ زکریا

(3) مستفاد من فتاویٰ رحیمیہ: ۱۹۲/۳، ترتیبِ پالنپوری، مکتبۃ الاحسان، دیوبند

طرح پہلی اور تیسری رکعت کے بعد اگر بیٹھے، تو ان میں بھی بھولے ہوئے کی قضا نہ کرے، بلکہ صرف ان (مقامات) کی ہی تسبیح پڑھے اور ان کے بعد جو رکن ہو، اس میں بھولی ہوئی تسبیح بھی پڑھ لے۔ مثلاً: اگر رکوع میں یہ تسبیح پڑھنا بھول گیا تو ان کو پہلے سجدے میں پڑھ لے، اسی طرح پہلے سجدہ کی دوسرے سجدے میں اور دوسرے سجدہ کی دوسری رکعت میں کھڑا ہو کر پڑھ لے۔ (اس کے بعد بھی) اگر رہ جائے، تو آخر قعدہ میں التحیات سے پہلے پڑھ لے۔(1)

فی الشامیة: قلت: واستفید انه لیس له الرجوع الی المحل الذی سها فیه وهو ظاهر، وینبغی کما قال بعض الشافعیة ان یأتی بما ترک فیما یلیه ان کان غیر قصیر فتسبیح الاعتدال یأتی به فی السجود، اما تسبیح الرکوع فیأتی به فی السجود أیضاً لا فی الاعتدال لأنه قصیر، قلت: وکذا تسبیح السجدة الاولی یأتی به فی الثانیة لا فی الجلسة لان تطویلها غیر مشروع عندنا.(2)

سجدۂ سہو میں تسبیح

صلاۃ التسبیح میں اگر کسی وجہ سے سجدۂ سہو کی ضرورت پیش آجائے، تو اس میں یہ تسبیح نہیں پڑھنا چاہیے، اس لیے کہ اس کی مقدار تین سو ہے، وہ پوری ہو چکی۔ ہاں اگر کسی وجہ سے اس مقدار میں کمی رہی ہو تو اب سجدۂ سہو میں اسے پورا کر لے۔

عن ابن أبی رزمة قال: قلت لعبد اللّٰہ بن المبارک: ان سها فیها یسبح فی سجدتی السهو عشراً عشراً؟ قال: لا، انما هی ثلاث مئة تسبیحة.(3)

---

(1) فضائل ذکر: ۱۷۵ بتغیر

(2) باب الوتر والنوافل، مطلب: فی صلاۃ التسبیح

(3) سنن الترمذی: ۴۸۱

صلاۃ التسبیح کی ایک دعا

ایک روایت میں صلاۃ التسبیح میں تشہد کے بعد سلام سے پہلے پڑھنے کی مندرجہ ذیل دعا بھی وارد ہوئی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنّی اَسئَلُکَ توفِیقَ اَھلِ الھُدیٰ، وَاَعمَالَ اَھلَ الیَقِینِ، وَمُنَاصَحَۃَ اَھلِ التَّوبَۃِ، وَعَزمَ اَھلِ الصَّبرِ، وَجِدَّ اَھلِ الخَشیَۃِ، وَطَلَبَ اَھلِ الرَّغبَۃِ، وَتَعبُّدَ اَھلِ الوَرَعِ، وَعِرفَانَ اَھلِ العِلمِ حَتّٰی اَخَافَکَ، اَللّٰھُمَّ اِنّی اَسئَلُکَ مَخَافَۃً تَحجُزُنِی عَن مَعَاصِیکَ حَتّٰی عَامِلٍ بِطَاعَتِکَ عَمَلاً اَستَحِقُّ بِہٖ رِضَاکَ، وَحَتّٰی اُنَاصِحَکَ بِالتَّوبَۃِ خَوفاً مِنکَ، وَحَتّٰی اُخلِصَ لَکَ النَّصِیحَۃَ حُبًّا لَکَ، وَحَتّٰی اَتَوَکَّلُ عَلَیکَ فِی الاُمُورِ حُسنَ ظَنٍّ بِکَ، سُبحَانَ خَالِقِ النُّورِ.(1)

صلاۃ التسبیح کی جماعت

صلاۃ التسبیح، جماعت کے ساتھ منقول ومشروع نہیں،مکروہ ہے۔اگرکسی نے جماعت سے پڑھ ہی لی،تواس کی یہ نماز کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی،لیکن اگروہ اس کی جماعت کوثواب سمجھ کرکرے،تو ایسا کرنا بدعت بھی ہے اور مکروہ بھی۔(2)

---

(1)الترغیب والترہیب:۱۰۰۳

(2)فتاویٰ محمودیہ:۷/۲۵۲-۲۵۳ جدید،دارالافتاء جامعہ فاروقیہ،کراچی

مصادر و مراجع

١۔القرآن الکریم

٢۔الدر المنثور، للامام جلال الدین السیوطی علیہ الرحمۃ

تحقیق:عبداللہ الترکی، مکرز ھجر للبحوث و الدراسات العربیہ و الاسلامیۃ

٣۔معارف القرآن، للشیخ محمد شفیع عثمانی علیہ الرحمۃ، کتب خانہ نعیمیہ، دیو بند

٤۔صحیح مسلم للامام مسلم النیسابوری علیہ الرحمۃ، مکتبۃ الرشد، القاھرۃ

٥۔سنن أبی داود، للامام سلیمان السجستانی علیہ الرحمۃ، مکتبۃ الرشد، القاھرۃ

٦۔سنن أبی داود؛ تحقیق: للألبانی، مکتبۃ المعارف للنشر و التوزیع، الریاض

٧۔سنن الترمذی، للامام محمد بن عیسیٰ الترمذی علیہ الرحمۃ، مکتبۃ الرشد، القاھرۃ

٨۔سنن ابن ماجہ، للامام محمد بن یزید القزوینی علیہ الرحمۃ، مکتبۃ الرشد، القاھرۃ

٩۔المستدرک علی الصحیحین، للامام الحاکم النیسابوری، دار الحرمین للطباعۃ و النشر

١٠۔المعجم الکبیر للطبرانی، للامام الطبرانی علیہ الرحمۃ، مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاھرۃ

١١۔صحیح ابن خزیمہ، للامام محمد بن اسحاق بن خزیمۃ النیسابوری علیہ الرحمۃ

١٢۔زوائد السنن علی الصحیحین، للصالح احمد الشامی، دار القلم، دمشق

١٣۔شعب الایمان، للامام أبی بکر البیھقی علیہ الرحمۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

١٤۔السنن الکبریٰ، للامام أبی بکر البیھقی علیہ الرحمۃ، دائرۃ المعارف، حیدر آباد

١٥۔السنن الصغیر، للامام أبی بکر البیھقی علیہ الرحمۃ، جامعہ الدراسات الاسلامیۃ،

کراتشی

١٦۔مجمع الزوائد للحافظ نور الدین علی بن أبی بکر الهیثمی علیہ الرحمۃ، دار الفکر

١٧۔جمع الفوائد، للامام محمد بن سلیمان العربی، مکتبة ابن کثیر

١٨۔الترغیب والترهیب للحافظ زکی الدین المنذری، دار صادر، بیروت، مکمل

١٩۔جامع الاصول، للحافظ مجد الدین الجزری علیہ الرحمۃ، دار ابن کثیر

٢٠۔ریاض الصالحین، للامام محی الدین النووی علیہ الرحمۃ، القاهرة

٢١۔مجمع البحرین، للحافظ نور الهیثمی علیہ الرحمۃ، مکتبة الرشد، ریاض

٢٢۔کتاب الأذکار، للامام محی الدین النووی علیہ الرحمۃ، مکتبة نزار، مکة المکرمة

٢٣۔تهذیب الکمال فی اسماء الرجال، للحافظ المزی علیہ الرحمۃ، مؤسسة الرسالة

٢٤۔ارشاد الساری لملا العلی القاری علیہ الرحمۃ، المطبعة الکبری الامیریة، مصر

٢٥۔شرح سنن أبی داود، للعلامة بدر الدین العینی علیہ الرحمۃ، مکتبة الرشد، ریاض

٢٦۔العون المعبود، للشیخ افغانی علیہ الرحمۃ، بیت الأفکار الدولیة، مکمل

٢٧۔بذل المجهود، للشیخ خلیل احمد علیہ الرحمۃ، دار الکتب العلمیة، بیروت

٢٨۔الدر المنضود، للشیخ محمد عاقل علیہ الرحمۃ، المکتبة الخلیلة سهارنپور

٢٩۔عارضة الأحوذی، لابن العربی علیہ الرحمۃ، دار الکتب العلمیة، بیروت

٣٠۔درسِ ترمذی، للشیخ محمد تقی عثمانی علیہ الرحمۃ، دار الکتاب، دیوبند

٣١۔موسوعة الحافظ ابن حجر العسقلانیة الحدیثیة علیہ الرحمۃ

٣٢۔مرقاة المفاتیح، لملا العلی القاری علیہ الرحمۃ، دار الکتب العلمیة، بیروت

٣٣۔التعلیق الصبیح، للشیخ ادریس الکاندهلوی علیہ الرحمۃ، مطبع اعتدال، دمشق

٣٤۔مظاهر حق جدید، للشیخ قطب الدین دهلوی علیہ الرحمۃ، اداره اسلامیات، دیوبند

٣٥۔بهجة الناظرین، للأبی اسامة سلیم بن عبد الهلالی، دار ابن الجوزیة

۳۶۔معارف الحدیث، للشیخ محمد منظور نعمانی علیہ الرحمۃ، دار الاشاعت، کراچی

۳۷۔اعلاء السنن، للشیخ ظفر أحمد عثمانی علیہ الرحمۃ، دار الفکر، بیروت

۳۸۔الموضوعات، للحافظ ابن الجوزیۃ علیہ الرحمۃ، أضواء السلف

۳۹۔فضائل ذکر، للشیخ محمد زکریا علیہ الرحمۃ، ادارہ اشاعت دینیات، نئی دھلی

۴۰۔صحیح اور مستند فضائل اعمال، للشیخ ابو عبد اللہ المغربی، مکتبۃ الفھیم

۴۱۔شرح الفقہ الاکبر لملا علی قاری، دار النفائس

۴۲۔الموسوعۃ الفقھیۃ، وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیۃ

۴۳۔فتاویٰ شامی، للعلامۃ ابن عابدین الشامی علیہ الرحمۃ، مکتبہ زکریا، دیوبند

۴۴۔فتاویٰ عزیزی، للشیخ عبد العزیز الدھلوی، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، اردو، بتغیر

۴۵۔فتاویٰ محمودیہ جدید، للشیخ محمود حسن گنگوھی علیہ الرحمۃ، دار الافتاء جامعہ فاروقیہ، کراچی

۴۶۔فتاویٰ رحیمیہ جدید، للشیخ عبد الرحیم لاجفوری علیہ الرحمۃ، مکتبۃ الاحسان، دیوبند

□□□